شریعت وطریقت

تسہیل

مقال عرفا باعزاز شرع وعلما

تصنیف

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری

تسہیل

مولانا مفتی محمد قاسم عطاری مدظلہ عالی

ناشر

المدینۃ العلمیۃ

ilmia26@hotmail.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

۷۸۶

مدینہ

۹۲

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ

'المدینۃ العلمیۃ۔ ایک تعارف'

بحمدہٖ تعالٰی المدینۃ العلمیۃ ایک ایسا تحقیقی اور اشاعتی اِدارہ ہے جو علمائے اہلسنّت خصوصاً اعلٰی حضرت امامِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی گراں مایہ تصنیفات کو عصر حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر سہل ترین اسلوب میں پیش کرنے کا عزم رکھتا ہے۔ الحمد للہ عزوجل اس انقلابی عزم کی تکمیل اپنے ابتدائی مراحل میں داخل ہوچکی ہے۔

المدینۃ العلمیۃ کا منصوبہ بفضلہٖ تعالٰی وسیع پیمانہ پر مشتمل ہے جس میں علوم مروّجہ کی تقریباً ہر صنف پر تحقیقی واشاعتی کام شامل منشور ہے یوں وقتاً فوقتاً گراں قدر اسلامی تحقیقی لٹریچر منظر عام پر لاکر متعارف کروایا جائے گا اور علوم اسلامیہ کے محققین حضرات کے ذوق تحقیق کی تسکین کا بھی وسیع پیمانہ پر سامان کیا جائے گا نیز مرورِ زمانہ کی وجہ سے جن تصنیفات کا لب ولہجہ اور اندازِ تفہیم متاثر ہوچکا ہے ان کو نئے اسلوب وآہنگ اور جدید اندازِ تفہیم سے آراستہ کرکے ایک عام پڑھے لکھے فرد کیلئے قابلِ مطالعہ بنانا بھی المدینۃ العلمیۃ کی بنیادی ترجیحات میں شامل ہے۔

امامِ اہلسنّت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے المدینۃ العلمیۃ کی مضبوط و مستحکم لائحہ عمل کا حامل ہے جو اس کے قیام کی اغراض میں سے سب سے اوّلین ترجیح ہے۔ امامِ اہلسنّت رضی اللہ تعالٰی عنہ کی علمی وتحقیقی تصنیفات بلاشبہ علوم اسلامیہ کا شاہکار ہیں مگر عصر حاضر میں نشرواشاعت کے جو نئے رجحانات متعارف ہوچکے ہیں ان کا تقاضہ ہے کہ علوم اسلامیہ کے ان شہ پاروں کو حواشی وتسہیل کے زیور سے آراستہ کرکے شائع کیا جائے جس سے نہ صرف یہ فائدہ ہوگا کہ ان تصنیفات کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا بلکہ ہر عام وخاص یکساں طور پر ان سے مستفید بھی ہوسکے گا۔

اس کے علاوہ دیگر جدید وقدیم علمائے اہلسنّت علیہم الرحمۃ کی تصنیفات کو مع تراجم، حواشی، تخریج اور شروح کے منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ جن میں نصابی اور غیر نصابی دونوں طرح کی تصنیفات شامل ہیں، نصابی کتب کے حوالے سے یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ نہ صرف دینی مدارس کی نصابی کتب پر کام ہورہا ہے بلکہ اسکول، کالجز اور جامعات کی نصابی کتب پر بھی کام منشور میں شامل ہے اس قدر وسیع پیمانہ پر تحقیقی کام یقیناً بغیر تعاون کے ناممکن العمل ہے لہٰذا اسلامی علوم کے شائقین کے ہر طبقہ سے گزارش ہے کہ تحقیق واشاعت کے اس میدان میں ہمارے ساتھ علمی وقلمی تعاون کے سلسلے میں رابطہ فرمائیے۔ آیئے مل کر علوم اسلامیہ کے تحقیقی واشاعتی انقلاب کے لئے صف بہ صف کھڑے ہوجائیں اور اپنی قلمی کاوشوں سے اس کی بنیادوں کو مضبوط کریں۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

Email : ilmia26@hotmail.com

P.O. BOX. : 18752

مسئلہ

کیافرماتے علمائے دین اورورثان انبیاء ومرسلین علیھم الصلوۃ والسلام اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حدیث مبارک،

العلماء ورثۃ الانبیاء 'علماء انبیاء کے وارث ہیں' (السنن لأبی داؤد، ۳/۳۱۷)

اس حدیث میں شریعت وطریقت دونوں کے علماء داخل ہیں اور جو شخص شریعت وطریقت دونوں کا جامع ہے وہ وراثت کے سبب سے عظیم وباعظمت رتبے اورسب سے کامل درجے پر فائز ہے جبکہ عمرو کا بیان ہے۔

(۱) شریعت صِرف چند فرائض وواجبات اور سنّتوں اور مستحبات کا نیز حلال وحرام کے چند مسائل کا نام ہے جیسے وضواور نماز کی صورت۔

(۲) اور طریقت نام ہے اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے کا۔

(۳) اس میں نماز وغیرہ کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

(٤) طریقت ایک موجیں مارتا ہوادریا اورایسا سُمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں اور شریعت اس دریا کا مقابلہ میں ایک قطرہ ہے۔

(٥) انبیاء کی وراثت کا مقصد یہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنا ہے اور شان نبوت ورسالت کا یہی تقاضا ہے اور انبیاء کرام علیھم الصلوۃ والسلام بھی بطور خاص اسی مقصد کیلئے بھیجے گئے۔

(٦) بھائیو! علماء ظاہر کسی طرح اس وراثت کی قابلیت نہیں رکھتے۔

(۷) نہ یہ علماء علماء ربانی وغیرہ کہے جاسکتے ہیں۔

(۸) ان علماء کے مکروفریب کے جال سے اپنے آپ کو دُور رکھنا چاہیے یہ لوگ معاذ اللہ شیطان ہیں۔

(۹) یہ علماء طریقت کے راستے میں رکاوٹ اور دِیوار ہیں حالانکہ طریقت ہی اصل منزل ہے۔

(۱۰) یہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ بہت سے علماء واولیاء نے اپنی اپنی تصانیف میں ان باتوں کی تصریح کی ہے۔

عمرو نے ایسی ہی مزید باتیں کہی ہیں۔

درخواست یہ ہے کہ زید وعمرو میں سے کس کا قول صحیح ہے اوراس مسئلہ میں تحقیق کیا ہے؟ اگر عمرو غلطی پر ہے۔تو اس پر کوئی شرعی گرفت بھی ہے یا نہیں؟ وہ کہتا ہے کہ میری غلطی تب ثابت ہوگی جب میرے اقوال کا غلط ہونا اولیاء کے اقوال سے ثابت کیا جائے جن سے ہدایت ملتی ہے ان کے اقوال کے علاوہ میرے اقوال ثابت نہیں ہوسکتے۔

(مکمل تفصیل سے جواب دیں آپ کو قیامت کے دِن اجر ملے گا)

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے جس نے شریعت نازل فرمائی اور اسی کو اپنی بارگاہ تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا پس جو شریعت کے علاوہ کوئی اور راستہ تلاش کرے وہ خسارے میں اور خواہش نفس کا پیروکار ہوگا اور گمراہ سرکش ہوگا اور افضل دُرود اور سب سے مکمل سلام ہو ان پر جو تمام رسولوں میں سب سے زیادہ عزّت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستوں کی طرف بلانے والوں میں سب سے افضل ہیں۔

پس شریعت کے ذریعے ہی سب سے بڑے اور بلند رتبے (یعنی اللہ کی بارگاہ) تک پہنچنا نصیب ہوتا ہے اور جس نے شریعت کی مخالفت کی تو وہ بھی پہنچ گیا لیکن کہاں؟ جہنم میں اور دُرود و سلام ہو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل اور اصحاب پر اور آپ علیہ السلام کے علماء اور آپ علیہ السلام کے گروہ پر جو علم کے وارث اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب سیکھنے والے ہیں۔

آمین یا ربّ العلمین

اے اللہ تیرے لئے حمد ہے اے میرے ربّ میں شیطان کے حملوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے ربّ میں تیری پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں۔

زید کا قول حق اور صحیح ہے جبکہ عمرو کا گمان باطل گھناؤنا اور کھلی بے دینی ہے اس کی شیطانیت سے بھرپور کلام میں دس فقرے ہیں ہم ان سب کے متعلق تھوڑی تھوڑی ایسی گفتگو کریں گے کہ ان شاء اللہ الکریم مسلمانوں کیلئے فائدہ مند اور نفع بخش ہو اور شیطانوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دینے والی ہو۔

(۱) عمرو کا یہ قول کہ شریعت صرف فرض وواجب اور حلال وحرام کے چند مسائل کا نام ہے محض اندھا پن ہے۔ شریعت جسم و جان اور روح وقلب اور تمام علوم الٰہیہ اور لامتناہی معارف سب کی جامع ہے ان مذکورہ تمام چیزوں میں سے طریقت ومعرفت محض ایک ٹکڑے کا نام ہیں اور اسی وجہ سے تمام اولیاء کرام کے قطعی اجماع سے فرض ہے کہ تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر پیش کیا جائے اگر وہ حقائق، شریعت کے مطابق ہوں تو حق اور قابل قبول ہیں ورنہ مردود ورُسوا ہیں تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے اور شریعت ہی سب کا دارومدار ہے۔ شریعت ہی کسوٹی اور معیار ہے شریعت کا معنیٰ ہے راستہ اور شریعت محمدیہ کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راستہ تو یہ معنیٰ اپنے عموم واطلاق کے اعتبار سے تمام ظاہر وباطن کو شامل ہے صرف چند جسمانی احکام کے ساتھ خاص نہیں۔ یہی وہ راستہ ہے کہ پانچوں وقت ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر ثابت قدمی کی دعا کرنا ہر مسلمانوں پر واجب یعنی سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور اس میں اھدنا الصراط المستقیم بھی ہے جس میں یہ دعا ہے کہ ہم کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ حضرت عبداللہ بن عباس اور امام ابو العالیہ اور امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں صراط مستقیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق وعمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم (الدر المنثور، ص۴۰، مطبوعہ بیروت)

یہی شریعت وہ راہ ہے جس پر خدا ملتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے،

اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم بیشک اس سیدھی راہ پر میرا ربّ ملتا ہے۔ (ھود۔۵۶)

اور شریعت ہی وہ راہ ہے جس کی مخالفت کرنے والا بددین گمراہ ہے چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا، 'اے محبوب تم فرمادو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے جدا کردیں گے اللہ تمہیں اس کی تاکید فرماتا ہے تاکہ تم پرہیزگاری کرو' (الانعام ۱۵۲/۸) دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنا نصیب ہوتا ہے اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دُور جاپڑے گا۔

(۲) عمرو کا دوسرا قول کہ طریقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کا نام ہے محض پاگل پن اور جہالت ہے معمولی سا پڑھا لکھا آدمی بھی جانتا ہے کہ طریق، طریقہ، طریقت ان تینوں لفظوں کا معنیٰ ہے راستہ، نہ کہ پہنچ جانا تو یقیناً طریقت بھی راستے ہی کا نام ہے۔ اب اگر وہ راستہ شریعت سے جدا ہو تو قرآن عظیم کی گواہی کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچائے گا بلکہ شیطان تک پہنچائے گا اور وہ راستہ جنت میں نہیں بلکہ جہنم میں لے جائے گا کیونکہ شریعت کے علاوہ تمام راہوں کو قرآن عظیم نے باطل و مردود قرار دیا تو لازمی طور پر ثابت ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے اور سی روشن راہ کا ایک ٹکڑا ہے اور طریقت کا شریعت سے جدا ہونا ناممکن ہے جو اسے شریعت سے جدا مانتا ہے وہ طریقت کو خدا کا راستہ نہیں بلکہ ابلیس کا راستہ مانتا ہے۔ مگر صحیح و سچی طریقت ہرگز شیطان کا راستہ نہیں بلکہ وہ قطعی طور پر خدا عزّ وجل کا راستہ ہے جب طریقت خدا کا راستہ ہے تو یقیناً وہ شریعت مطہرہ ہی کا حصّہ ہے۔

(۳) طریقت میں جو حقائق وغیرہ آدمی پر کھلتے ہیں وہ شریعت کی پیروی ہی کا صدقہ ہے ورنہ شریعت کی پیروری کے بغیر بڑے بڑے کشف تو راہبوں اور ہندو جوگیوں سنیاسیوں کو بھی ہوتے ہیں ان کے کشف انہیں کہاں لے جاتے ہیں اسی بھڑکتی آگ اور دردناک عذاب کی طرف لے جاتے ہیں۔ لہٰذا شریعت کی پیروی کے بغیر کسی کشف کا کوئی فائدہ نہیں۔

(٤) شریعت کو قطرہ اور طریقت کو دریا کہنا اس مجنون اور پکے پاگل کا کام ہے جس نے یہ سن رکھا ہے کہ دریا کا پاٹ بہت وسیع ہوتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس پاٹ کی وسعت کس وجہ سے ہے۔

شریعت منبع ہے یعنی پانی پھوٹنے کی جگہ اور طریقت اس منبع سے نکلا ہوا دریا بلکہ شریعت تو اس مثال سے بھی بلند و بالا ہے کہ اس مثال سے شریعت کی کما حقہ اہمیت واضح نہیں ہوتی کیونکہ پانی جس جگہ (منبع) سے نکلتا ہے زمینوں کو سیراب کرتے وقت

اس نکلنے والی جگہ کا محتاج نہیں کہ وہاں سے تو یہ باہر آ ہی گیا یونہی دریا سے نفع اُٹھانے والوں کو دریا کے نکلنے کی جگہ کی کچھ حاجت نہیں کہ جب انہیں پانی مل گیا تو انہیں پانی نکلنے کی جگہ سے کیا تعلق، وہ باقی رہے یا نہ رہے لیکن شریعت ایسا منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر وقت اپنے منبع کی حاجت ہے اس اصل یعنی شریعت سے تعلق ٹوٹتے ہی صرف یہ ہی نہیں ہوگا کہ آئندہ کیلئے مدد موقوف ہوجائے گی اور فی الحال جتنا پانی آچکا اس سے فائدہ حاصل ہوتا رہے گا بلکہ جیسے ہی شریعت سے تعلق ٹوٹا فوراً طریقت کا دریا فنا ہوجائے گا بوند تو بوند پانی کی نمی کا نام بھی نظر نہ آئے اور کاش کہ اس سے اتنا ہی نقصان ہوتا کہ شریعت کا دریا سوکھنے سے باغات سوکھ جائیں کھیت مرجھا جائیں اور آدمی پیاسے تڑپتے رہیں لیکن ہرگز صرف اتنا نقصان نہیں ہوگا بلکہ طریقت کے دریا کا تعلق جیسے ہی اپنے نکلنے کے مقام یعنی شریعت سے ٹوٹے گا وہ تمام دریا شعلے مارتی ہوئی بھڑکتی آگ میں تبدیل ہوجائے گا اور پھر کاش کہ وہ شعلے ظاہری آنکھوں سے دیکھے جاسکتے تاکہ جو لوگ شریعت سے تعلق توڑ کر جلے اور خاک سیاہ ہوئے انہیں دیکھ کر دوسرے لوگ بچ جاتے اور ان کے بُرے انجام سے عبرت حاصل کرتے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ وہ آگ تو نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ ۔ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـِٕدَۃِ ؕ ترجمۂ کنزالایمان : اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ کہ دِلوں پر چڑھتی ہے۔ (الھمزہ ۔ ۶،۷) اندر سے دِل جل جاتے ہیں ایمان برباد ہوجاتا ہے لیکن ظاہر میں وہی طریقت کا پانی نظر آتا ہے جو شیطان دھوکے سے انہیں دکھاتا ہے۔ دیکھنے میں دریا اور حقیقت میں آگ کا بھڑکتا ہوا لاوَہ۔ افسوس کہ اس پردے نے لاکھوں کو ہلاک کردیا۔

شریعت وطریقت اور دریا منبع کی مثال کے درمیان ایک عظیم فرق اور بھی ہے جس کی طرف پہلے اِشارہ کیا کہ دریا سے نفع اٹھانے والوں کو نفع اٹھاتے ہوئے دریا کے نکلنے کی جگہ کی کوئی حاجت نہیں لیکن طریقت سے نفع اٹھانے والوں کو ہر وقت اور ہر لمحہ شریعت کی محتاجی رہتی ہے کیونکہ طریقت کا یہ پاکیزہ میٹھا دریا جو شریعت کے برکت والے سرچشمہ سے نکل کر فیضیاب کر رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ ایک سخت کھاری ناپاک دریا بھی بہتا ہے، ھٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُہٗ وَھٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ 'یہ میٹھا ہے خوب میٹھا پانی خوش گوار اور یہ کھاری ہے تلخ' (فاطر ۔ ۱۲) یہاں ذِہن میں سوال آئے گا وہ دوسرا کھاری دریا کیا ہے تو سنئے وہ شیطان ملعون کے وسوسے اور دھوکے ہیں تو طریقت کے شیریں دریا سے نفع لینے والوں کو ہر لمحہ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہر نئی لہر پر اس لہر کے رنگ، مزہ، بُو کی اصل منبع یعنی شریعت کے رنگ مزہ بُو سے ملاتے رہیں تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ لہر شریعت کے منبع سے آئی ہے یا شیطانی پیشاب کی بدبودار کھاری دھار دھوکہ دے رہی ہے لیکن یہاں ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ جب دونوں دریاؤں میں رنگ بو مزے میں اتنا واضح فرق ہے تو جیسے ہی کوئی شیطانی چکر ہوگا آدمی کو فوراً پتہ چل جائے گا کہ یہ طریقت کا صاف شیریں دریا نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے دھوکہ ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اصل کٹھن مرحلہ یہاں پر

یہ ہے کہ طریقت کا پاک مبارک منبع اس قدر لطیف اور نفیس ہے کہ کمال لطافت کی وجہ سے اس کا مزہ بہت جلد زبان سے اُتر جاتا ہے رنگت، مزہ، بو کچھ یاد نہیں رہتی اور اس کے ساتھ ہی چکھنے، سونگھنے اور دیکھنے کے معنوی احساسات بھی فاسد ہو جاتے ہیں اور پھر آدمی کو گلاب اور پیشاب میں تمیز نہیں رہتی وہ ابلیس کا کھاری، بدبودار، بدرنگ پیشاب غٹاغٹ چڑھا جاتا ہے اور گمان یہ کرتا ہے کہ طریقت کے دریا کا میٹھا، خوشبودار اور خوش رنگ پانی پی رہا ہوں۔ اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ شریعت منبع اور دریا کی مثال سے بہت بلند ہے۔

وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی 'اور اللہ ہی کیلئے بلند صفت ہے۔'

شریعت مطہرہ ایک ربانی نور کا فانوس ہے کہ دینی جہاں میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں اور اس روشنی کی کوئی حد نہیں یہ زیادہ سے زیادہ ہو سکتی ہے اس نور میں زیادتی اور اضافہ پانے کے طریقے کا نام طریقت ہے۔ یہی روشنی بڑھ کر صبح اور پھر سورج اور اس کے بعد سورج سے بھی زیادہ غیر متناہی درجوں تک ترقی کرتی ہے اسی سے اشیاء کی حقیقتیں کھلتی ہیں اور نور حقیقی تجلی فرماتا ہے۔ اسی روشنی کو علم کے مرتبہ میں معرفت اور مرتبہ تحقیق میں حقیقت کہتے ہیں۔ یعنی اصل وہی ایک شریعت ہے مختلف مرتبوں کے اعتبار سے اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ جب شریعت کا یہ نور بڑھ کر صبح کی طرح ہو جاتا ہے تو ابلیس لعین خیر خواہ بن کر آتا ہے اور اسے کہتا ہے چراغ بجھا دو کہ اب تو صبح خوب روشن ہو گئی ہے۔ اگر آدمی شیطان کے دھوکے میں نہ آئے تو شریعت کا یہ نور بڑھ کر دِن ہو جاتا ہے اس پر شیطان کہتا ہے کیا اب بھی چراغ نہ بجھائے گا اب تو سورج روشن ہے اب تجھے چراغ کی کیا حاجت ہے روز روشن میں شمع جلانا تو بیوقوف کا کام ہے۔ یہاں پر اگر ہدایت الٰہی آدمی کی مدد فرمائے تو بندہ لاحول پڑھ کر شیطان کو دُور کر دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے اللہ کے دشمن یہ جسے تو دِن یا سورج کہہ رہا ہے یہ آخر کیا ہے؟ اسی فانوسِ شریعت ہی کا نور ہے اگر اسے بجھا دیا تو نور کہاں سے آئے گا۔ یہ کہنے پر شیطان ناکام و نامراد ہو جاتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے نور حقیقی تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر بندہ شیطان کے فریب میں آ گیا اور سمجھا کہ ہاں دِن تو ہو گیا اب مجھے چراغ کی کیا حاجت رہی اور یہ سمجھ کر اس نے شریعت کا چراغ بجھا دیا تو جیسے ہی چراغ بجھائے گا ہر طرف گھپ اندھیرا ہو جائے گا کہ جیسے ہی اسے بجھایا ہر طرف ایسا سخت اندھیرا ہو گیا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا جیسا کہ قرآن عظیم نے فرمایا، 'ایک پر ایک اندھیریاں ہیں۔ اپنا ہاتھ نکالے تو نہ سوجھے اور جسے خدا نور نہ دے اس کیلئے نور کہاں۔' (نور، ۴۰) تو یہ ہیں وہ لوگ جو طریقت بلکہ اس سے بلند مرتبہ حقیت تک پہنچ کر اپنے آپ کو شریعت سے بے پرواہ سمجھے اور شیطان کے دھوکے میں آ کر اس فانوسِ الٰہی کو بجھا دیا اور تباہ و برباد ہو گئے اور یہاں پر بھی وہی پہلے والا معاملہ ہے کہ کاش یہی ہوتا کہ اس نور کے بجھنے سے جو عالمگیر اندھیرا چھایا وہ انہیں اپنی آنکھوں سے نظر آ جاتا کہ شاید وہ نادم ہو کر توبہ کرتے اور چونکہ فانوسِ شریعت کا مالک یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرما کر انہیں

پھر وہی روشنی عطا فرما دیتا مگر یہاں یہ معاملہ ہے کہ شیطان جہاں دھوکے سے آدمی کے ہاتھ سے فانوسِ شریعت بجھا دیتا ہے اس کے ساتھ ہی اپنی طرف سے ایک سازشی بتی جلا کر ان کے ہاتھ میں تھما دیتا ہے اور یہ لوگ اسی کو نور سمجھتے رہتے ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ نور نہیں بلکہ نار یعنی آگ ہے اور یہ بے وقوف و جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت والوں کے پاس کیا ہے ایک چراغ ہے جبکہ ہمارے پاس تو ایسا نور ہے جو اپنی نورانیت سے سورج کو شرمندہ کر رہا ہے۔ شریعت ایک قطرہ اور ہماری طریقت ایک دریا ہے لیکن ایسا سمجھنے والے جانتے نہیں کہ شریعت ہی حقیقتاً نور ہے اور شریعت سے کٹی ہوئی طریقت محض دھوکہ و فریب ہے اور عنقریب قیامت میں حال کھل جائے گا کہ زندگی بھر بندۂ خدا بن کر رہا یا بندۂ شیطان بن کر۔

خلاصہ کلام

یہ ہے کہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس، ایک ایک پل، ایک ایک لمحہ پر مرتے دَم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو تو یہ حاجت اور زِیادہ ہے کہ راستہ جس قدر بارِیک و کٹھن ہوتا ہے رہنما کی حاجت بھی اتنی ہی زِیادہ ہوتی ہے اور رہنما یہاں پر شریعت ہے اسی وجہ سے حدیث میں آیا حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں۔ (حلیۃ الاولیاء) امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'دو شخصوں نے میری پیٹھ توڑ دی یعنی وہ ایسی مصیبتیں ہیں جن کا کوئی علاج نہیں جاہل عابد اور وہ عالم کہ اعلانیہ بے باکانہ گناہوں کا اِرتکاب کرے۔'

اے عزیز! شریعت ایک عمارت ہے اس کی بنیاد عقائد اور چنائی عمل ہے پھر ظاہری اعمال وہ دیواریں ہیں جو اس بنیاد پر تعمیر کی گئیں اور جب وہ تعمیر اوپر چڑھ کر آسمانوں تک بلند ہو جاتی ہے تو طریقت کہلاتی ہے۔ دیوار جتنی اونچی ہوگی اس قدر زیادہ اسے بنیاد کی حاجت ہوگی بلکہ عمارت میں ہر اوپر والے حصے کو نیچے والے حصے کی حاجت ہوتی ہے اگر نیچے سے دیوار نکال دی جائے تو اوپر والا حصہ بھی گر جائے گا وہ شخص احمق ہے جسے شیطان نے نظر بندی کر کے اس کے اعمال کی بلندی آسمانوں تک دکھائی اور دل میں یہ بات ڈالی کہ تم تو زمین کے دائرے سے اوپر گزر گئے ہو تمہیں ان نیچے والے حصوں کی کیا حاجت اور پھر اس احمق نے شیطان کے دھوکے میں آ کر بنیادوں سے تعلق توڑ دیا تو نتیجہ وہ نکلا جو قرآن مجید نے فرمایا، 'اس کی عمارت اسے لے کر جہنم میں گر پڑی۔' (توبہ، ۱۰۹) اللہ کی پناہ ہے ان باتوں سے اسی لئے اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں، جاہل صوفی شیطان کا مسخرہ ہے اس لئے حدیث میں آیا حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زِیادہ بھاری ہے۔ (ترمذی) بغیر علم کے عبادت میں مجاہدہ کرنے والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے۔ ان کے مُنہ میں لگام اور ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچتا پھرتا ہے اور طریقت سے جاہل سمجھتے ہیں کہ اچھا کر رہے ہیں۔

(۵) عمرو کا شریعت وطریقت سے جدا سمجھ کر یہ کہنا کہ انبیاء علیہم السلام صرف طریقت کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں صراحۃً کفروارتداد و بے دینی وزندیق پن اور لعنت کا سبب ہے کیونکہ یہ واضح طور پر شریعت مطہرہ کو معطل ومہمل اور فضول و باطل ٹھہرانا ہے اور یہ کفروارتداد ہے ہاں اگر عمرو یہ کہتا ہے کہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے تو صحیح وحق تھا۔ مگر افسوس ہے اس پر جو اپنی شدید جہالت کی وجہ سے نہ جانے، یا جانے، مگر شریعت سے دشمنی کے سبب یہ بات نہ مانے کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ یہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت ہے اور کوئی نہیں ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ شریعت کے سوا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے تمام راستے بند ہیں اور اگر کوئی طریقت کو شریعت سے جدا راستہ سمجھتا ہے تو ہرگز ایسی طریقت کا راستہ اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچائے گا بلکہ وہ راستہ بند ہے اور اس پر چلنے والا مردود ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اس کا یہ کہنا کہ وہ ایسی طریقت کیلئے بھیجے گئے سراسر جھوٹ، تہمت اور لعنتی و مردود فعل ہے۔ کیا کوئی شخص اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی شریعت کے خلاف کسی دوسرے راستے کی طرف بلایا ہو، ہرگز نہیں۔

(٦) جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمر بھر شریعت کی طرف ہی بلایا اور یہی راستہ ہمارے لئے چھوڑا تو شریعت کا خادم، اس کا حامی، اس کا عالم کیوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خادم نہ ہوگا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر بالفرض شریعت صرف فرض، واجب، سنت، مستحب، حلال، حرام ہی کے علم کا نام ہے تو یہ علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے یا ان کے غیر سے اگر اسلام کا دعویٰ رکھتا ہے تو ضرور کہے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی ہے جب یہ تسلیم ہے تو اس کا عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وارث نہ ہوگا تو کس کا ہوگا۔ علم بھی حضور کا، ترکہ بھی حضور کا پھر اس شریعت کا پانے والا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وارث نہ ہو اس کا کیا مطلب ہے؟ اور اگر اس کے جواب میں کوئی یہ کہے کہ یہ علم تو ضرور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے مگر اس نے دوسرا حصہ یعنی علم باطن حاصل نہ کیا لہٰذا یہ وارث نہیں تو ایسے آدمی سے کہا جائے کہ اے جاہل! کیا وارث کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مورث (وراثت چھوڑنے والے) کا کل مال پائے؟ اگر ایسا ہو تو جہاں میں کوئی عالم، کوئی ولی، کوئی صدیق، انبیاء علیہم السلام کا وارث نہ بن سکے گا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا کل علم تو غیر انبیاء کو مل ہی نہیں سکتا۔ اس صورت میں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں معاذ اللہ غلط ہو کر محال ہو جائے گا۔

اور اگر بالفرض شریعت وطریقت دو جدا راہیں مانیں اور دونوں میں قطرہ و دریا کی نسبت مانیں یعنی شریعت کو قطرہ اور طریقت کو دریا مانیں جس طرح یہ جاہل عمرو بکتا ہے جب بھی یہ کہنا کہ علمائے شریعت انبیاء علیہم السلام کے بالکل وارث نہیں پاگل پن ہے کیونکہ وراثت چھوڑنے والے کے ترکہ سے جس کو بالکل تھوڑا سا حصہ ملا وہ بھی وارث ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے علم میں تو جس کو ملا تھوڑا ہی ملا۔

بلکہ اگر شریعت وطریقت کی جدائی فرض کرلیں تو بھی بطورِ انصاف حدیث ان طریقت سے جاہل شیطان کے مسخروں پر الٹی پڑے گی۔ یعنی علمائے ظاہر ہی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ٹھہریں گے اور علماء باطن وراثت انبیاء سے محروم ٹھہریں گے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام نبی بھی ہوتے ہیں اور ولی بھی اور علوم نبوت وہ ہوتے ہیں جنہیں شریعت کہتے ہیں جس کی طرف وہ عام اُمّت کو دعوت دیتے ہیں اور علوم ولایت وہ ہوتے ہیں جن کو یہ جاہل طریقت کہتے ہیں اور وہ خاص خاص لوگوں کو خفیہ علوم دیئے جاتے ہیں تو علماء باطن جو علومِ ولایت کے وارث ہوئے وہ اولیاء کے وارث ٹھہرے نہ کہ انبیاء علیہم السلام کے......

انبیاء علیہم السلام کے وارث تو یہ علمائے ظاہری ٹھہرے جنہوں نے علوم نبوت پائے مگر یہ اس جاہل کی شدید جہالت ہے کہ شریعت وطریقت کو جدا جدا ہی سمجھا ہرگز یہ دونوں جدا جدا نہیں اور نہ ہی اولیاء کبھی غیر علماء ہوتے ہیں علامہ مناوی شرح جامع صغیر پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'علم باطن وہی جانتا ہے جو علم ظاہر جانتا ہے' اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دیدیا اس کے بعد ولی کیا۔ علم باطن، علم ظاہر ہی کا نتیجہ ہوتا ہے تو جو علم ظاہر نہیں رکھتا وہ علم باطن کیسے پاسکتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق بندوں کیلئے پانچ علم ہیں:۔ (۱) علم ذات (۲) علم صفات (۳) علم اسماء (٤) علم افعال (٥) علم افعال۔ ان علوم میں ہر پہلا علم دوسرے کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہے یعنی پہلا علم سب سے مشکل اور آخری علم سب سے آسان ہے تو جو سب سے آسان علم یعنی علمِ احکام حاصل کرنے سے عاجز ہوگا وہ سب سے مشکل علم ذات کس طرح حاصل کرے گا۔

عمرو جاہل نے علمائے ظاہر کو مطلقاً وراثت انبیاء علیہم السلام سے محروم کہا حالانکہ قرآن عظیم نے ان سب کو انبیاء علیہم السلام کا وارث قرار دیا حتی کہ بے عمل یعنی فرائض وواجبات کی پابندی کریں مگر دیگر نیک کاموں، مستحبات ونوافل میں سستی کریں ایسے علماء کو بھی وارث قرار دیا جبکہ وہ صحیح عقائد رکھتے ہوں اور سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہوں یہ قید اس لئے ہے کہ جو عقائد میں صحیح نہیں اور دوسروں کو غلط عقائد کی طرف بلانے والا ہے، وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے، ایسا آدمی نبی علیہ السلام کا وارث نہیں شیطان کا نائب ہوتا ہے لہٰذا صرف صحیح عقائد والا اور اس کی طرف دوسروں کو بلانے والا انبیاء علیہم السلام کا وارث ہے اگرچہ بے عمل ہو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرمایا، علما شریعت کے وارث ہیں اگرچہ بے عمل ہوں تو ہم جواب دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا، 'پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے اور کوئی متوسط حال کو اور کوئی بحکم خدا بھلائیوں میں سبقت لے جانے والا یہی بڑا افضل ہے۔' (فاطر، ۳۲) اس آیت میں غور کرو اور سمجھو کہ وہ بے عمل و گناہوں سے اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے کتاب کا وارث فرمایا اور اپنے چنے ہوئے بندے قرار دیا۔ احادیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا، 'ہم میں جو سبقت لے جانے والا ہے وہ تو سبقت لے جانے والا ہی ہے اور جو متوسط حال کا ہو وہ بھی نجات والا ہے اور جو اپنی جان پر ظالم ہے اس کی بھی مغفرت ہے۔' (الدر المنثور، ۷/۲۵ مطبوعہ بیروت)

شریعت کا عالم اگر باعمل بھی ہو تو چاند ہے کہ خود ٹھنڈا اور دوسروں کو روشنی دینے والا اور اگر باعمل نہ ہو تو شمع کی طرح ہے کہ خود جلے مگر دوسروں کو روشنی دے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، 'اس شخص کی مثال جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے اور خود کو بھلائے ہوئے ہے اس فلیتے (چراغ کی بتی) کی طرح ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے۔' (بزار، طبرانی)

نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، 'جب کوئی شخص قرآن پڑھ لے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں خوب یاد کر لے اور اس کے ساتھ طبیعت سلیقہ دار رکھتا ہو تو وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نائبوں میں سے ایک ہے۔' دیکھو یہاں وارث تو وارث، اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ الانبیاء ہونے کیلئے صرف تین شرطیں مقرر فرمائیں کہ قرآن وحدیث جانے اور ان کی سمجھ رکھتا ہو۔ خلیفہ و وارث میں فرق ظاہر ہے آدمی کی تمام اولاد اس کی وارث ہے مگر جانشین ہونے کی لیاقت ہر ایک میں نہیں۔

(۷) جب اللہ تعالیٰ نے کتاب کے تمام وارثوں کو اپنے چُنے ہوئے بندے فرمایا تو وہ قطعاً اللہ والے ہوئے اور جب اللہ والے ہوئے تو ضرور ربانی ہوئے اللہ عزوجل فرماتا ہے، 'اللہ والے ہو جائے اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس دیتے ہو۔' (آل عمران، ۷۹) مزید فرمایا، 'بے شک ہم نے توریت اُتاری اس میں ہدایت اور نُور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے ہیں، ہمارے فرمانبردار نبی اور عالم اور فقیہ کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی تھی اور وہ اس پر گواہ تھے۔' (سورۃ المائدہ، آیت ۴۴) ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ربانی ہونے کی وجہ اور ربانیوں کی صفات اسی قدر بیان فرمائی کہ کتاب پڑھنا پڑھانا اس کے احکام سے خبردار ہونا۔ اس کی نگہداشت رکھنا اور اس کے ساتھ حکم کرنا۔ اب اگر ان صفات کو بغور دیکھیں تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ صفات علمائے شریعت کے اندر پائی جاتی ہیں جب ان میں یہ صفات پائی جاتی ہیں تو وہ ضرور ربانی ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ 'ربانی فقہاء مدرسین ہیں۔' (الدر المنثور، ۲/۲۵۰ مطبوعہ مصر) نیز وہ اور ان کے شاگرد حضرت امام مجاہد و امام سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں، 'ربانی عالم فقیہ کو کہتے ہیں۔' (الدر المنثور، ۲/۲۵۱ مطبوعہ بیروت)

(۸) منافق کی ایک خصلت

جب اللہ عزوجل نے علمائے شریعت کو اپنا چنا ہوا بندہ فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں اپنا وارث، اپنا خلیفہ، اپنا جانشین فرماتے ہیں تو انہیں شیطان کہنا جیسا کہ عمرو نے کہا، شیطان ہی کا کام ہو سکتا ہے یا اس کی اولاد میں سے کسی منافق خبیث کا اور ایسے لوگوں کو منافق میں نہیں کہتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ''تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق اور منافق بھی کون سا کھلا منافق (وہ تین اشخاص یہ ہیں) ایک بوڑھا مسلمان جسے اسلام ہی میں بڑھاپا آیا، دوسرا عالم دین، تیسرا بادشاہ مسلمان عادل۔'' (طبرانی) نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ''لوگوں پر زیادتی نہ کرے گا مگر ولد الزنا یا وہ جس میں اس کی کوئی رگ ہو۔'' (طبرانی فی الکبیر) جب عام لوگوں پر زیادتی کا یہ حکم ہے تو علماء کی شان تو بہت بلند و بالا ہے ان پر زیادتی کرنے والے کے لئے تو حکم اور زیادہ سخت ہوگا۔ بلکہ حدیث میں لفظ ناس (انسان) ہے اور صحیح معنوں میں انسان علماء ہی ہیں چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید اور حدیث و فقہ و معرفت و ولایت میں متفقہ امام حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا، ناس یعنی آدمی کون ہے فرمایا علماء۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جو عالم نہ ہو امام ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آدمی ہی شمار نہ کیا کیونکہ انسان اور جانوروں میں علم ہی کا فرق ہے انسان اس سبب سے انسان ہے جس وجہ سے اسے شرف حاصل ہے اور یہ شرف و بزرگی کس وجہ سے ہے، یہ جسمانی طاقت کی وجہ سے نہیں کہ اونٹ آدمی سے زیادہ طاقتور ہے اور نہ ہی انسان کی بزرگی اس کے بڑے جسم کی وجہ سے ہے کہ ہاتھی کا جسم اس سے بڑا ہے اور نہ ہی بہادری کی وجہ سے کہ شیر اس سے زیادہ بہادر ہے نہ خوراک کی وجہ سے بیل کا پیٹ اس سے بڑا ہے اور وہ زیادہ کھاتا ہے اور نہ ہی انسان کا شرف جماع کی وجہ سے ہے کہ چڑوٹا جو سب میں ذلیل چڑیا ہے انسان سے زیادہ اس فعل کی قوت رکھتا ہے۔ آدمی تو صرف علم کے لئے بنایا گیا ہے اور اس علم کی وجہ سے انسان کا شرف و بزرگی ہے۔

(۹) علمائے شریعت نگہبان ہیں

مذکورہ بیانات سے واضح ہوگیا کہ علمائے شریعت ہرگز طریقت کے راستے میں رکاوٹ نہیں بلکہ وہی اس کا دروازہ کھولنے والے ہیں اور وہی طریقت کے راستے کے نگہبان ہیں البتہ وہ طریقت جسے شیطان کے بندے طریقت کہتے ہیں اور اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت سے جدا قرار دیتے ہیں علماء شریعت ایسی طریقت کے لئے ضرور رکاوٹ ہیں اور علماء ہی کیا خود اللہ عزوجل نے اس راہ کو بند، مردود، باطل اور دھتکارا ہوا قرار دیا اور پہلے گزر چکا کہ علمائے شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ہر وقت ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والے کو اور زیادہ ورنہ حدیث میں بغیر علم کے طریقت میں پڑنے والے کو گدھا فرمایا تو اگر علماء نے گدھا بننے سے روکا تو کیا گناہ کیا۔

(۱۰) عمرو نے علمائے شریعت اور شریعت کے خلاف جو اپنی شیطانی خرافات اور گالی گلوچ کا اِظہار کیا ہے اسے اس نے حقانی علماء اور ربانی اولیاء کی طرف منسوب کیا ہے یہ ذلیل جھوٹ اور لعنتی تہمت ہے جو اس نے اولیاء پر باندھی اب ہم اس کی خواہش کے مطابق صرف اولیاء کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے مبارک اِرشادات صرف نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں جن سے شریعت مطہرہ کی عظمت ظاہر ہو اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ طریقت شریعت سے جدا نہیں اور یہ بھی کہ طریقت شریعت کی محتاج ہے اور یہ بھی کہ شریعت اصل معیار اور دار و مدار ہے الغرض جو کچھ ہم نے بیان کیا ان سب کا مکمل ثبوت اور عمرو کے دعووں اور خرافات کا کافی رَدّ ہم اولیائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے اقوال سے پیش کریں گے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

پہلا قول﴾ حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، ’اللہ کے سوا کسی کی طرف نگاہ نہ اُٹھانا جو کہ طریقت کا ایک بلند مرتبہ ہے ضروری ہے کہ وہ ان چیزوں کے ساتھ ہو کہ تو اللہ کی مقرر کردہ حدود کی پابندی کرے اور اس کے تمام احکام کی حفاظت کرے اور اگر تیری طرف سے شریعت کی حدود میں سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے اور بیشک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے لہٰذا تو فوراً شریعت کے حکم کی طرف لوٹ آ اور اس سے لپٹ جا اور اپنی نفسانی خواہش کو چھوڑ دے کیونکہ جس حقیقت کی تصدیق شریعت سے نہ ہو وہ حقیقت باطل ہے۔‘ (طبقات الاولیاء از امام عبدالوہاب شعرانی، جلد ۱، ص ۱۳۱ مطبوعہ مصر) سعادتمند کے لئے حضور پر نور غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایک قول ہی کافی ہے کہ اس میں سب کچھ جمع فرمادیا ہے۔

دوسرا قول﴾ حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، ’جب تو اپنے دِل میں کسی کی محبت یا دشمنی پائے تو اس کے کاموں کو قرآن و حدیث پر پیش کر اگر قرآن و حدیث کی رو سے پسندیدہ ہوں تو تو اس سے محبت کر اور اگر اس اعتبار سے ناپسندیدہ ہوں تو اسے ناپسند کر، تاکہ اپنی خواہش سے نہ کسی کو دوست رکھے نہ دشمن۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے، خواہش کی پیروی نہ کر کہ تجھے بہکا دے گی خدا کی راہ سے۔‘ (طبقات کبریٰ، ص ۱۳۰)

تیسرا قول﴾ حضور پر نور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، ’ولایت نبوت کا عکس ہے اور نبوت الوہیت کا عکس ہے اور وَلی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قول کے قانون پر ٹھیک اُترے۔‘ (بہجۃ الاسرار، ص ۳۹ مطبوعہ مصر)

چوتھا قول﴾ حضور سیّدنا محی الدین، محبوب سبحانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، ’شریعت وہ حکم ہے جس کے قہر کی تلوار اپنے مخالف و مقابل کو مٹا دیتی ہے اور اسلام کی مضبوط رسیاں اس کی حمایت کی مضبوط ڈوری پکڑے ہوئے ہیں۔ دونوں جہاں کے کاموں کا دار و مدار فقط شریعت پر ہے اور شریعت کی ڈوریوں سے ہی دونوں جہاں کی منزلیں وابستہ ہیں۔‘ (بہجۃ الاسرار، ص ۴۰ مطبوعہ مصر)

پانچواں قول﴾ حضور سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، 'پاکیزہ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دِین اسلام کا پھلدار دَرَخت ہے شریعت وہ سورج ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں شریعت کی پیروی دونوں جہاں کی سعادت بخشتی ہے۔خبردار اس کے دائرے سے باہَر نہ جانا، خبردار اہلِ شریعت کی جماعت سے باہر نہ جانا۔' (بھجۃ الاسرار، ص ۳۹ مطبوعہ مصر)

چھٹا قول﴾ حضور سیّدنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، 'اللہ عزوجل کی طرف سے سب سے زیادہ قریب راستہ بندگی کے قانون کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رکھنا ہے۔' (بھجۃ الاسرار، ص ۵۰ مطبوعہ مصر)

ساتواں قول﴾ حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، 'فقہ سیکھ اس کے بعد خلوت نشین ہو جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرتا ہے وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔ اپنے ساتھ شریعت کی شمع لے لو۔' (بھجۃ الاسرار، ص ۵۳ مطبوعہ مصر)

آٹھواں قول﴾ حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، 'میرے پیر حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے دُعا دی، اللہ تمہیں حدیث دان بنا کر پھر صوفی بنائے اور حدیث داں ہونے سے پہلے تمہیں صوفی نہ کرے۔' (احیاء العلوم، جلد ۱، ص ۱۳)

نواں قول﴾ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اس دعا کی شرح میں فرماتے ہیں، 'حضرت سری سقطی نے اس طرف اشارہ فرمایا، جس نے پہلے حدیث و علم حاصل کر کے تصوُّف میں قدم رکھا وہ فلاح کو پہنچا اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا، اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔ والعیاذ باللہ تعالٰی' (احیاء العلوم، ج ۱، ص ۱۳)

دسواں قول﴾ حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ شریعت کے احکام تو اللہ تعالٰی تک پہنچنے کا ذریعہ تھے اور ہم اللہ تعالٰی تک پہنچ گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت؟ فرمایا، وہ سچ کہتے ہیں وہ پہنچنے والے ضرور ہیں مگر کہاں تک؟ جہنم تک، ایسا عقیدہ رکھنے والوں سے تو چور اور زانی بہتر ہیں۔ میں اگر ہزار سال تک بھی زندہ رہوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں۔ میں نے جو نوافل و مستحبات مقرر کر لئے ہیں ان میں سے بھی کچھ کم نہ کروں گا۔' (الیواقیت والجواہر للامام الشعرانی، جلد ۱، ص ۱۳۹)

گیارھواں قول حضرت امام قُشَیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب رسالہ قُشَیریہ میں حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں، 'جس نے نہ قرآن یاد کیا، نہ حدیث لکھی یعنی جو علم شریعت سے آگاہ نہیں طریقت میں اس کی اقتداء نہ کریں اور اسے اپنا پیر نہ بنائیں کیونکہ ہمارا یہ علم طریقت بالکل کتاب وسنت کا پابند ہے۔' (رِسالہ قشیریہ، ص ۲۴ مطبوعہ مصر) نیز فرمایا 'خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نشانِ قدم کی پیروی کرے۔' (رسالہ قشیریہ، ص ۲۴ مطبوعہ مصر) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے شعر کا ترجمہ ہے، 'جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف راستہ اِختیار کیا، وہ ہرگز منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔'

بارھواں قول حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دوسرے بُزرگ سے فرمایا، چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو وِلایت کے نام سے مشہور کیا ہے وہ شخص زہد وتقویٰ میں مشہور تھا اور لوگ بکثرت اس کے پاس آیا کرتے تھے جب حضرت بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے گئے اتفاقاً اس شخص نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ حضرت بایزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً واپس پلٹ آئے اور اس شخص سے سلام بھی نہ کیا اور فرمایا، 'یہ شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب میں سے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں جس چیز کا (یعنی ولایت کا) دعویٰ کرتا ہے اس پر کیا امین ہوگا۔ (رِسالہ قشیریہ، ص ۱۷)
اور دوسری رِوایت میں ہے فرمایا، 'یہ شخص شریعت کے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں اسرارِ الٰہیہ پر کیسے امین ہوگا۔ (رِسالہ قشیریہ، ص ۱۵۳، مطبوعہ مصر)

تیرواں قول حضرت بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ اسے ایسی کرامت دی گئی ہے کہ وہ ہوا پر چار زانو بیٹھے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھو کہ فرض وواجب ومکروہ وحرام میں اس کا عمل کیسا ہے اور شریعت کی حدود وآداب کی کتنی حفاظت کرتا ہے۔' (رِسالہ قشیریہ، ص ۱۸ مطبوعہ مصر)

چودھواں قول حضرت ابوسعید فراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت ذوالنون مصری وسری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھیوں اور حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے ہم زمانہ بزرگوں میں سے ہیں فرماتے ہیں، 'جس آدمی کا ظاہر حال اس کے باطن کے خلاف ہو وہ باطن نہیں بلکہ باطل ہے۔' (رِسالہ قشیریہ، ص ۲۸ مطبوعہ مصر)
علامہ سید عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی قول کی شرح میں فرماتے ہیں، 'اس لئے کہ جب اس آدمی نے ظاہر کی مخالفت کی تو اس کا باطن محض شیطانی وسوسہ اور نفس کی بناوٹ ہے۔' (حدیقہ ندیہ، جلد ۱ مطبوعہ مصر)

پندرھواں قول﴾ حضرت حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بڑے بڑے ائمہ واولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم زمانہ بزرگوں میں سے ہیں فرماتے ہیں، 'جو شخص اپنے باطن کو مراقبہ اور اِخلاص سے صحیح کرلے گا اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ اور سنّت کی پیروی سے آراستہ کردے گا۔' اس سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کا ظاہر شریعت کے زیور سے آراستہ نہیں وہ باطن میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص نہیں رکھتا۔

سولھواں قول﴾ حضرت عثمان حیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال کے وقت اپنے صاحبزادے ابوبکر علیہ الرحمۃ سے فرمایا، 'اے میرے بیٹے! ظاہر میں سنّت کی خلاف ورزی اس بات کی علامت ہے کہ باطن میں ریاکاری ہے۔' (رِسالہ قشیریہ، ص ۱۵ مطبوعہ مصر)

سترھواں قول﴾ حضرت سعید بن اسماعیل حیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، 'نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باطنی صحبت کا طریقہ یہ ہے کہ سنّت کی پیروی کرے اور علم ظاہر کو لازم پکڑلے۔' (رِسالہ قشیریہ، ص ۲۵ مطبوعہ مصر)

اٹھارواں قول﴾ حضرت ابوالحسین احمد بن الحواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ شام کا پھول کہتے تھے فرماتے ہیں، 'جو کسی قسم کا کوئی عمل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر کرے وہ باطل ہے۔' (رِسالہ قشیریہ، ص ۲۱ مطبوعہ مصر)

انیسواں قول﴾ حضرت سیدی ابوحفص عمر حداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بڑے بڑے اماموں، عارفین اور حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم زمانہ بزرگوں میں سے ہیں فرماتے ہیں، 'جو ہر وقت اپنے تمام کاموں اور تمام باطنی احوال کو قرآن وحدیث کے ترازو میں نہ تولے اور اپنے دِل پر وارد ہونے والی کیفیات پر اعتماد کرلے اسے مردانِ حق کے دفتر میں شمار نہ کر۔' (رِسالہ قشیریہ، ص ۲۱)

بیسواں قول﴾ حضرت سیدی ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم زمانہ بزرگوں میں سے ہیں فرماتے ہیں، 'تو جس شخص کو دیکھے کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اپنے ایسے حال کا دعویٰ کرتا ہے جو اسے شریعت کی حد سے باہر کردے اس کے قریب بھی نہ جا۔' (رِسالہ قشیریہ، ص ۲۵ مطبوعہ مصر)

اکیسواں قول﴾ حضرت سیدی ابوالعباس احمد بن محمد الآدمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'جو اپنے اوپر شریعت کے آداب لازم کرلے اللہ تعالیٰ اس کے دِل کو معرفت کے نور سے روشن کردے گا اور اس مقام سے بڑھ کر کوئی مقام معظم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام، افعال، عادات سب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے۔' (رِسالہ قشیریہ، ص ۳۰ مطبوعہ مصر)

بائیسواں قول سلسلہ چشتیہ بہشتیہ کے بہت بڑے بزرگ حضرت ممشاد دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'مرید کا ادب یہ ہے کہ شریعت کے آداب کی اپنے نفس پر حفاظت کرے یعنی پابندی کرے۔' (رسالہ قشیریہ، ص ۳۲ مطبوعہ مصر)

تئیسواں قول حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'تصوف تین وصفوں کا نام ہے ایک یہ کہ آدمی کی معرفت کا نور اس کے ورع (اعلیٰ تقویٰ) کو بجھا نہ دے، دوسرا یہ کہ اپنے دِل میں کوئی ایسا خیال نہ لائے جو ظاہر قرآن یا ظاہر حدیث کے خلاف ہو، تیسرا یہ کہ کرامتوں کی وجہ سے وہ پوشیدہ چیزوں کو نہ کھولے کہ ان کا کھولنا اللہ عزوجل نے اس پر حرام کیا ہے۔' (رِسالہ قشیریہ، ص ۱۳ مطبوعہ مصر)

چوبیسواں قول حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسلیمان دارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے، 'بہت دفعہ تصوف کا کوئی نکتہ میرے دِل میں مدتوں آتا رہا لیکن میں تب تک اسے قبول نہ کرتا جب تک قرآن وحدیث دو عادل گواہ اس نکتے کی تصدیق نہ فرمادیتے۔' (رِسالہ قشیریہ ۱۹ مطبوعہ مصر)

دوسری روایت میں فرمایا، 'بہت دفعہ حقیقت کا کوئی نکتہ چالیس دِن تک میرے دل پر کھٹکتا رہا میں تب تک اسے اپنے دل میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیتا جب تک قرآن وسنت کے دو گواہ اس کے ساتھ نہ ہوں۔' (نفحات الانس، ۲۷)

پچیسواں قول امامِ طریقت ابوعلی رودباری جو حضرت جنید بغدادی کے جلیل القدر خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے ہیں امام ابوالقاسم قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بزرگوں میں ان کے برابر طریقت کا علم کسی کو نہ تھا ان بزرگوں سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر (باجے) سنتا ہے اور کہتا ہے، یہ میرے لئے حلال ہے کیونکہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کے اختلاف کا مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا، ہاں پہنچا تو ضرور ہے مگر جہنم تک۔' (رِسالہ قشیریہ ۳۳ مطبوعہ مصر)

چھبیسواں قول حضرت سیدنا ابوعبداللہ محمد بن خفیف ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'تصوف اس کا نام ہے کہ دِل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہو۔' (طبقات کبریٰ از امام شعرانی، ص ۱۸)

ستائیسواں قول امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بخاری نے اپنی کتاب اَلتَّعَرُّف لِمَذْهَبِ التَّصَوُّف اس کی شان میں اولیاء کرام نے فرمایا اگر یہ کتاب نہ ہوتی تو تصوف نہ پہچانا جاتا۔ اس کتاب میں حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے تصوف کی تعریف نقل فرمائی کہ تصوف اِن اِن اوصاف کا نام ہے۔ ان کو ختم اس پر فرمایا کہ شریعت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کرنا۔ (تعرف باب اوّل)

اٹھائیسواں قول حضرت ابوالقاسم نصر آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سیّدنا ابوبکر شبلی اور سیدنا بوعلی رودباری کے جلیل القدر اصحاب میں سے ہیں فرماتے ہیں، 'تصوف کی بنیاد یہ ہے کہ کتاب وسنّت کو لازم پکڑے رہے۔' (طبقات کبریٰ، ۱۲۲)

انتیسواں قول حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ حضرت جعفر بن محمد خواص علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ’اللہ عزوجل کی معرفت اور اس کے احکام کے علم سے بہتر، میں کوئی چیز نہیں جانتا علم کے بغیر اعمال پاک نہیں ہوتے علم کے بغیر سب عمل برباد ہیں علم ہی سے اللہ عزوجل کی معرفت و اطاعت حاصل ہوتی ہے علم کو وہی ناپسند کرے گا جو کم بخت ہے۔‘ (طبقات کبریٰ، ص ۱۱۸)

تیسواں قول جلیل القدر عالم حضرت سیدی محمد وفی شاذلی کے پیرومرشد حضرت سیدی داؤد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ’علمائے ظاہر کے دِل کی صفائی قلب کے جہان اور گندگی کی دُنیا کے درمیان واسطہ ہیں۔ مراد یہ کہ اولیاء و عوام کے درمیان واسطہ ہیں اور عام مخلوق پر رحمت ہیں کیونکہ غیب کی باتوں اور حقیقت کے علوم تک عوام کی رسائی نہیں اور یہی علماء وہ فیض و برکت عوام تک پہنچاتے ہیں۔‘ (طبقات کبریٰ، ص ۱۸۹)

یہ قول صراحۃً اس بات کی دلیل ہے کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام اسی لئے بھیجے جاتے ہیں کہ خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہوں اس مخلوق کے لئے جو بارگاہِ غیب و حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔

اکتیسواں قول سلسلہ سہروردیہ کے پیشوا حضرت شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ’فتنہ کے مارے ہوئے کچھ لوگوں نے صوفیوں کا لباس پہن لیا ہے تاکہ صوفی کہلائیں حالانکہ ان کو صوفیوں سے کچھ تعلق نہیں بلکہ وہ دھوکے اور غلطی میں ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے دل خالص خدا کی طرف ہوگئے اور یہی مراد کو پہنچنا ہے اور شریعت کے طریقوں کی پابندی کرنا عوام کا کام ہے ان کا یہ قول خالص بے دینی اور زندیقی ہے اور اللہ کی بارگاہ سے دُور کیا جانا ہے کیونکہ جس حقیقت کو شریعت رَد کردے وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے، پھر انہوں نے حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا کہ چوری اور زِنا کرنے والے ایسے لوگوں سے بہتر ہیں۔‘ (عوارف المعارف، ص ۴۲، ج ۱ مطبوعہ مصر)

بتیسواں قول حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب اعلام الھدی و عقیدۃ ارباب التقی میں فرمایا، ’جس شخص کیلئے اور جس کے ہاتھ پر کرامات ظاہر ہوں وہ احکامِ شریعت کا پورا پابند نہ ہو تو ایسا شخص بے دین ہے اور جو خلافِ عادت چیزیں اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں وہ کرامات نہیں بلکہ دھوکہ اور استدراج ہے۔‘ (نفحات الانس از مولانا جامی علیہ الرحمۃ، ص ۱۹)

تینتیسواں قول حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ’ایک گروہ معرفت اور بارگاہِ الٰہی تک پہنچنے کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ وہ صرف معرفت کا نام ہی جانتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہے کہ ان کا فعل سب اگلے پچھلوں کے علم سے اعلیٰ ہے لہٰذا وہ سب فقیہوں، محدثوں، مُفسّروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور تمام مسلمانوں اور علماء کو حقیر جانتے ہیں اور اپنے بارے میں اللہ تک پہنچنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ اللہ کے نزدیک فاسقوں اور منافقوں میں سے ہیں۔‘ (احیاء العلوم، ص ۲۲۰، ج ۳)

چونتیسواں قول﴾ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'علم ظاہر میں جو شریعت کا ترازو ہے اسے ہاتھ سے نہ پھینکنا بلکہ جو شریعت کا حکم ہے فوراً اس پر عمل کر، اور اگر عام علماء کے خلاف تیری سمجھ میں ایسی بات آئے جو شریعت کے ظاہر حکم پر عمل کرنے سے تجھے روکے تو اس پر اعتماد نہ کر کیونکہ وہ معرفت نہیں بلکہ اس کی شکل میں ایک دھوکہ ہے جس کی تجھے خبر نہیں۔' (الیواقیت والجواہر، ص ۲۲)

پینتیسواں قول﴾ حضرت سیدی محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات میں فرماتے ہیں، 'جان لو کہ شریعت کا ترازو جو اللہ عزوجل نے زمین میں مقرر فرمایا ہے وہ وہی ہے جو علمائے شریعت کے ہاتھ میں ہے۔ تو جب کوئی ولی شریعت کے اس پیمانے سے باہر نکلے حالانکہ اس کی عقل سلامت ہو تو ایسے شخص کا رد کرنا واجب ہے۔' (الیواقیت والجواہر، ص ۲۴)

چھتیسواں قول﴾ نیز حضرت بحر الحقائق ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'جان لو کہ اولیاء و پیر حضرات کے پیمانے کبھی شریعت سے خطا نہیں کرتے اور وہ شریعت کی مخالفت سے محفوظ ہیں۔' (الیواقیت ص ۲۵)

سینتیسواں قول﴾ نیز شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'یقین جان کہ شریعت کا چشمہ ہی حقیقت کا چشمہ ہے کیونکہ شریعت کے دو دائرے ہیں۔ ایک اوپر ایک نیچے۔ اوپر کا دائرہ کشف والوں کیلئے ہے اور نیچے کا دائرہ فکر والوں کا۔ اہل فکر جب اہل کشف کے اقوال تلاش کرتے ہیں اور انہیں اپنی فکر کے دائرے میں نہیں پاتے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ قول شریعت سے باہر ہے۔ اس پر اہل فکر اہل کشف پر اعتراض کرتے ہیں مگر اہل کشف اہل فکر پر اعتراض نہیں کرتے اور جو کشف و فکر دونوں رکھتا ہے۔ وہ اپنے وقت کا حکیم ہے۔ لہٰذا جس طرح علوم فکر شریعت کا حصہ ہیں اسی طرح اہل کشف کے علوم بھی شریعت کا حصہ ہیں۔ تو دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور آج کل کیونکہ دونوں پہلوؤں کا جامع شخص موجود نہیں۔ لہٰذا محض ظاہر دیکھنے والوں نے شریعت و حقیقت کو جدا سمجھ رکھا ہے۔' (الیواقیت والجواہر، ص ۳۵)

سبحان اللہ اس عبارت سے پتہ چلا کہ اہل ظاہر یعنی علماء اگر علوم حقیقت کو نہ سمجھیں تو وہ معذور ہیں کہ وہ شریعت کے نیچے والے دائرے میں ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص ولایت کا دعویٰ کرے اور ظاہری علم کا انکار کرے وہ جھوٹا اور فریبی ہے کیونکہ اگر وہ حقیقتاً اوپر والے دائرے تک پہنچا ہوتا تو نیچے والے دائرے کا انکار نہ کرتا اور اس سے جاہل نہ ہوتا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ظاہر علم والے جڑیں اور باطنی علم والے شاخیں۔ اگر شاخیں کاٹ دی جائیں تو اصل درخت باقی رہتا ہے لیکن اگر کوئی بلند شاخ پر پہنچ کر جڑ کاٹ دے تو اس کی ہڈی پسلی کی خیر نہیں نیز اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل ظاہر اگر شریعت و حقیقت کو جدا سمجھے تو ان کی غلطی ہے مگر اس وجہ سے وہ اپنے علم میں جھوٹے نہ ہوں گے۔ لیکن اگر تصوّف کا دعویٰ کرنے والا علم ظاہر کا انکار کرے اور شریعت و طریقت کو جدا سمجھے تو وہ قطعاً جھوٹا اور مکار ہے۔

اٹھتیسواں قول﴾ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، علوم الہیہ میں ولی کا کشف اس علم سے آگے نہیں ہوسکتا جو اس کے نبی کی کتاب اور وحی عطا فرما رہی ہے۔ اس مقام میں حضرت جنید نے فرمایا ہمارے یہ علم کتاب وسنت کی قید میں ہیں۔ ایک اور عارف نے فرمایا جس کشف کی گواہی قرآن وحدیث نہ دیں وہ کچھ بھی نہیں تو ہرگز کسی ولی کے لئے قرآن مجید کے فہم کے بغیر کچھ کشف نہیں ہوسکتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا اور موسیٰ علیہ السلام کی تختیوں کے متعلق فرماتا ہے ہم نے اس کے لئے تختیوں میں ہر چیز سے کچھ لکھ دیا۔ تو سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ ولی کا علم کتاب وسنت سے باہر نہ جائے یگا اور اگر کچھ باہر ہوجائے تو وہ علم نہ ہوگا اور نہ ہی کشف ہوگا بلکہ اگر تم تحقیق کرو تو ثابت ہوجائے گا کہ وہ جہالت تھی۔' (فتوحات مکیہ، ۳/۷۲)

انتالیسواں قول﴾ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'اللہ تیری مدد کرے یقین جان، کرامت اللہ تعالیٰ کے نام مبارک (بَــرٌّ) کے طفیل سے آتی ہے۔ لہٰذا اسے صرف نیک لوگ ہی حاصل کرتے ہیں اور اس کرامت کی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) حِسِیَّـہ یعنی حواس سے معلوم ہونے والی (۲) مـعـنـویـہ محض دِل سے معلوم ہونے والی۔ ان میں سے عوام صرف پہلی قسم کی کرامت کو جانتے ہیں کیونکہ وہ اسے اپنے حواس آنکھ کان وغیرہ سے جانتے ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کسی کے دِل کی بات بتادینا، گزشتہ، موجودہ، آئندہ کی غیب کی باتیں بتادینا، پانی پر چلنا، ہوا پر اُڑنا، بہت لمبا فاصلہ چند قدم میں طے کرلینا، آنکھوں سے چھپ جانا کہ آنکھوں کے سامنے موجود ہوں مگر نظر نہ آئیں اور دوسری قسم کی وہ کرامات ہیں جنہیں کرامات معنویہ کہتے ہیں اسے صرف خاص لوگ ہی پہچانتے ہیں عوام نہیں اور وہ یہ ہیں کہ اپنے نفس پر شریعت کے آداب کی پابندی لگائے رکھے عمدہ خصلتیں حاصل کرے اور اسے بُری عادتوں سے بچنے کی توفیق دی جائے تمام واجبات کو ٹھیک وقت پر ادا کرنے کی پابندی کرتا رہے ان کرامتوں میں دھوکے اور فریب کا دخل نہیں ہوتا اور وہ کرامتیں جن کو عوام پہچانتی ہیں ان میں دھوکہ اور فریب کا دخل ہوسکتا ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ظاہر کرامتیں جنہیں عوام دیکھتی ہیں جس آدمی سے ظاہر ہوں اسے شریعت پر استقامت کے نتیجے میں حاصل ہوں یا وہ کرامات خود استقامت پیدا کردیں ورنہ وہ کرامات نہ ہوں گی اور کرامات معنویہ میں مکر وفریب کا دخل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ علم ان کے ساتھ ہے اور علم کی قوت اور اس کا شرف خود ہی تجھے بتائے گا کہ ان میں دھوکے کا دخل نہیں اس لئے کہ شریعت کی حدیں کسی کیلئے دھوکے کا پھندا قائم نہیں کرتیں۔ انہیں وجوہات کی بنا پر شریعت سعادت حاصل کرنے کا صاف اور روشن راستہ ہے۔ علم ہی مقصود ہے اور اسی سے نفع پہنچتا ہے۔ اگر چہ اس پر عمل نہ بھی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً ارشاد فرمایا کہ عالم و بے علم برابر نہیں تو علماء ہی دھوکے اور فریب سے امان میں ہیں۔' (فتوحات مکیہ، ص۳۸۷، ج۲)

چالیسواں قول تمام قطبوں میں جو سب سے اعلیٰ اور ممتاز قطب ہیں وہ چار ہیں، اوّل حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے حضرت سیّد احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے سید احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چوتھے سیدی حضرت ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ چوتھے جلیل القدر بزرگ ارشاد فرماتے ہیں، 'شریعت درخت اور حقیت پھل ہے۔' (طبقات کبریٰ، ص ۱۶۸)

درخت اور پھل کی نسبت بھی یہی بتا رہی ہے کہ درخت قائم ہے تو جڑ موجود ہے مگر جو جڑ ہی کاٹ بیٹھا وہ نرا محروم مردود ہے پھر اس مثال کی بھی وہی حالت ہے جو ہم دریا و سرچشمہ کے بارے میں بیان کر آئے ہیں کہ درخت کٹ جائے تو آئندہ پھل کی اُمید نہ رہی مگر جو پھل آچکے ہیں وہ باقی ہیں لیکن یہاں شریعت و طریقت میں جیسے ہی درخت کٹے گا آئے ہوئے پھل بھی فنا ہو جاتے ہیں اور فنا ہوتے ہی بس نہیں بلکہ انسان کا دشمن ابلیس لعین غلیظ اور گوبر کے پھل جادو سے بنا کر اس کے مُنہ میں دیتا ہے اور یہ جہالت سے انہیں حقیقت کا پھل سمجھ کر خوشی خوشی نگلتا ہے جب آنکھ کھلے گی تو اس وقت پتہ چل جائے گا کہ منہ میں کیا بھرا تھا اس بات سے اللہ کی پناہ ہے۔

شریعت و طریقت کیلئے زیادہ موزوں مثال پان اور اس کی بیل کی ہے کہ پان خوشبو والا، اچھے رنگ والا، اچھے ذائقے والا، فرحت بخش، دِل و دماغ کو تقویت دینے والا، خون صاف کرنے والا، منہ کی بو اچھی کرنے والا، چہرے پر سرخی لانے والا اور زینت کا باعث ہوتا ہے اور پھر اس کا عجیب خاصہ یہ جیسے ہی پان کی بیل سوکھے پان جہاں جہاں ہوں فوراً سوکھ جاتے ہیں اور شریعت بھی ایسے ہی ہے کہ اس کا پھل 'طریقت' بہت فائدہ والا ہے مگر جیسے ہی اس کی اصل یعنی شریعت آدمی سے جدا ہو طریقت کے پھل بھی فوراً بے فائدہ ہو جاتے ہیں۔

۴۱ کتالیسواں قول امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر و مرشد حضرت علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'علم کشف یہ ہے کہ اشیاء جس طرح واقع اور حقیقت میں ہیں اسی طرح ان کے متعلق خبر دے اور جب تُو اس کشف کی تحقیق کرے گا تو ہرگز اسے شریعت کے خلاف نہ پائے گا بلکہ وہ عین شریعت ہی ہے۔' (میزان الشریعۃ الکبریٰ، ص ۴۹)

بیالیسواں قول نیز مذکور بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، 'علمائے ظاہر ہوں یا علمائے باطن سب کے چراغ شریعت ہی کے نور سے روشن ہیں لہٰذا آئمہ مجتہدین اور ان کے مُقلِّدین کا کوئی قول ایسا نہیں کہ حقیقت والوں کے اقوال ان کی تائید نہ کرتے ہوں ہمارے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں نیز انہوں نے فرمایا، 'تمام علمائے اُمّت کے دِلوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اقدس سے مدد پہنچتی ہے تو ہر عالم کا چراغ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے نورِ باطن کے شمع دان سے روشن ہے۔' (میزان الشریعۃ الکبریٰ، ص ۴۹)

تینتالیسواں قول ﴾ نیز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی فرماتے ہیں، 'صحیح اور سچا علم کشف کبھی بھی شریعت مطہرہ کے خلاف نہیں آتا۔' (کتاب الجواہر والدرر الامام الشعرانی، ص ۲۵۵ مطبوعہ مصر)

چوّالیسواں قول ﴾ نیز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ارشاد فرماتے ہیں، 'ہر حقیقت شریعت ہے اور ہر شریعت حقیقت ہے یعنی ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتی۔' (میزان الشریعۃ، ص ۵۰ مطبوعہ مصر)

پینتالیسواں قول ﴾ جلیل القدر امام حضرت عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر بزرگوں نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو قدرت دی ہے کہ کشف والا آدمی آسمان و عرش و کرسی ولوح وقلم جہاں سے علوم حاصل کرتا ہے وہاں کی تصویریں بنا کر شیطان آدمی کے سامنے کر دے اور حقیقت میں وہ عرش و کرسی ولوح وقلم نہ ہوں بلکہ شیطان کا دھوکہ ہو اور شیطان اس دھوکے سے اپنا شیطانی علم اس کے دِل میں ڈال دے اور یہ کشف والا اللہ کی طرف سے سمجھے اور اس پر عمل کر کے خود بھی گمراہ ہو، اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے۔ اسی لئے اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کشف والے پر واجب قرار دیا ہے کہ جو علم اسے کشف کے ذریعے سے حاصل ہو اس پر عمل کرنے سے پہلے اسے کتاب و سنت پر پیش کرے اگر ان کے موافق ہو تو عمل کرے ورنہ اس پر عمل کرنا حرام ہے۔' (میزان الشریعۃ، ص ۱۳ مطبوعہ مصر)

اے نابیناؤ! تم نے شریعت کی طرف محتاجی دیکھی شریعت کا دامن نہ تھاما تو شیطان کچے دھاگے کی لگام دیکر تمہیں گھمائے پھرے گا اس لئے حدیث میں بغیر فقہ پڑھے عبادت کرنے والے کو چکی کا گدھا قرار دیا ہے۔

چھیالیسواں قول ﴾ نیز امام شعرانی فرماتے ہیں، 'ولایت کی انتہا کبھی نبوّت کی ابتداء تک نہیں پہنچ سکتی اور اگر کوئی ولی اس چشمہ تک بڑھے جس سے انبیاء کرام علیہم السلام فیض لیتے ہیں تو ولی جل جائے، اولیاء کرام کی انتہا یہی ہے کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق عبادات بجالاتے رہیں خواہ کشف حاصل ہو یا نہیں اور جب کبھی کوئی شریعت سے نکلے گا ہلاک ہو جائے گا اور ان کی مدد کٹ جائے گی اور انہیں کبھی ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل سے بذات خود بغیر شریعت کے واسطے کے لیں۔ ہم اوپر بیان کر آئے کہ تمام انبیاء و اولیاء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد لیتے ہیں۔' (الیواقیت والجواہر، ص ۲۲۰ مطبوعہ مصر)

سینتالیسواں قول ﴾ نیز امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، 'تصوف کیا ہے بس احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔'

اڑھتالیسواں قول ﴾ پھر فرمایا، 'علم تصوّف شریعت کے چشمے سے نکلی ہوئی جھیل ہے۔'

انچاسواں قول ﴾ پھر فرمایا، 'جو نظر غور کرے وہ جان لے گی کہ اولیاء کے علوم میں سے کوئی چیز شریعت سے باہر نہیں اور ان کے علوم شریعت سے باہر کیسے ہو سکتے ہیں حالانکہ ہر ہر لحہ شریعت ہی ان کیلئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔'

پچاسواں قول﴾ پھر فرمایا، 'تمام اولیاء کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ طریقت میں صدر بننے کے لائق نہیں مگر وہ جو شریعت میں زبردست مہارت رکھتا ہو اور شریعت کے طریقوں اور اصطلاحات مثلاً خاص عام، ناسخ و منسوخ کو جانتا ہو۔ عربی زبان پر کامل عبور حاصل ہو۔ یہاں تک کہ عربی زبان کے مجاز و استعارہ وغیرہ جانتا ہو تو ہر صوفی فقیہ ہوتا ہے لیکن ہر فقیہ صوفی نہیں۔' (مذکورہ چاروں اقوال از طبقات کبریٰ، ص ۴ مطبوعہ مصر)

اکیاونواں قول﴾ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، 'سچا کشف ہمیشہ شریعت کے مطابق ہی آتا ہے جیسا کہ اس فن کے علماء میں یہ بات طے ہوچکی ہے۔' (میزان الشریعۃ، ص ۱۳ مطبوعہ مصر)

باوانوں قول﴾ حضرت عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، 'ہمارے زمانے میں بعض لوگ صوفی ہونے کا دعویٰ کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ اے علم ظاہر والو! تم اپنے احکام کتاب و سنت سے لیتے ہو اور ہم خود صاحب قرآن سے لیتے ہیں یہ قول بالاجماع کئی وجوہ سے کفر ہے ان میں سے ایک وجہ تو یہی ہے کہ عاقل و بالغ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو شریعت کی پابندی سے آزاد قرار دیا۔' یہیں فرمایا، 'اگر علم ظاہر چھوڑنے سے قائل کی مراد نہ سیکھنا اور اس کا اہتمام نہ کرنا ہے یہ خیال کرتے ہوئے کہ علم ظاہر کی حاجت نہیں تو ایسے آدمی نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو احمق بتایا اور انبیاء کرام علیہم السلام کو معاذ اللہ بیوقوف ٹھہرایا اور اس نے رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے اتارنے کو فضول اور باطل ٹھہرایا تو کچھ شک نہیں کہ ایسا سمجھنے والا کافر اور سب سے سخت تر کافر ہے۔' (حدیقہ ندیہ، ص ۱۱۱، ۱۱۲ مطبوعہ مصر)

ترپنواں قول﴾ نیز امام عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ نے شریعت مطہرہ کی تعظیم کے بارے میں حضرت جنید بغدادی، سری سقطی بایزید بسطامی اور دیگر بزرگانِ دین کے اقوال مبارکہ ذکر کر کے فرمایا، 'اے عاقل! اے حق کے طالب! دیکھ یہ طریقت کے عظیم المرتبت بزرگوں اور حقیقت کے عظیم ستونوں نے شریعت مطہرہ کی کیسی تعظیم فرمائی ہے اور وہ کیوں نہ کریں کہ وہ اسی تعظیم شریعت اور سیدھی راہ شریعت کی پیروی کے سبب اللہ تعالیٰ تک پہنچے اور ان بزرگوں سے یا ان کے علاوہ کسی اور ولی سے ایک بھی ایسا قول منقول نہیں کہ اس نے شریعت مطہرہ کے کسی حکم کی تحقیر کی ہو یا اسے قبول کرنے سے باز رہا ہو بلکہ تمام اولیاء شریعت کے سامنے اپنی گردنیں جھکائے ہوئے رکھتے ہیں اور اپنے باطنی علوم کی بنیاد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے پر رکھتے ہیں۔ تو تجھے حد سے گزرے ہوئے ان جاہلوں کی باتیں دھوکے میں نہ ڈالیں جو اپنی طرف سے صوفی بنتے ہیں لیکن وہ خود بگڑے ہوئے اور دوسروں کو بگاڑنے والے ہیں خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں وہ شریعت کے راستے سے ٹیڑھے ہو کر جہنم کے راستے پر چلتے ہیں جو شخص علمائے شریعت کی راہ سے باہر ہے وہ طریقت کے بزرگوں کے مسلک سے خارج ہے کیونکہ ایسے لوگ شریعت کے آداب سے منہ پھیرنے کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور اس کے مضبوط قلعوں میں پناہ لینے کو چھوڑے بیٹھے ہیں

تو ایسے لوگ شریعت کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہیں اگرچہ ان لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ لوگ انوار سے روشن ہیں۔ طریقت کے جملہ جلیل القدر بزرگ تو شریعت کے آداب پر قائم ہیں اور احکامِ الٰہی کی تعظیم کے معتقد ہیں اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کمالات کا تحفہ دیا اور طریقت سے بے خبر اپنی خرافات پر دھوکے کے لباس پہنے ہوئے اور ظاہر میں مسلمان لیکن حقیقت میں کافر ہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ اپنے وہموں کے بتوں کے سامنے ادب سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ شیطان جو وسوسے ان کے ذہن میں ڈالتا ہے یہ انہیں وسوسوں اور فتنوں میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ مکمل بربادی ہے ان کیلئے جو ان کا پیروکار ہو یا ایسوں کے کاموں کو اچھا جانے اور یہ بربادی اس لئے ہے کہ وہ راہِ خدا کے ڈاکو ہیں۔' (حدیقہ ندیہ، ص ۱۳۰، ۱۳۱ مطبوعہ مصر)

چوّنواں قول سلسلہ چشتیہ اشرفیہ کے سردار، قطب ربانی حضرت مخدوم اشرف جہانگیر چشتی سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'خلاف عادت فعل اگر ولایت سے متصف کسی شخص سے ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں اور اگر کسی شریعت کے مخالف سے ظاہر ہو تو استدراج کہتے ہیں۔' (لطائف اشرفیہ، ص ۱۲۶)

پچپنواں قول حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بالواسطہ خلیفہ حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے شیخ و مرشد سے روایت کرتے ہیں، 'جب تک دِل شریعت کو مکمل طور پر نہ تھام لے تب تک ولایت میں قدر رکھنا ناممکن ہے بلکہ اگر شریعت کا انکار کرے تو کافر ہو جائے گا۔' (نفحات الانس، ص ۲۸۷)

چھپنواں قول شیخ الاسلام حضرت احمد نامقی جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، 'پہلے مصلّٰی ایک طرف رکھو اور جا کر علم سیکھو کیونکہ بغیر علم کے زُہد و تقویٰ میں پڑنے والا شیطان کا مسخرہ ہے۔' (نفحات الانس، ص ۲۱۰) یہ قول ایک نفیس و لطیف حکایت کا حصہ ہے۔ ہم اس حکایت کا خلاصہ پیش کرتے ہیں تا کہ اس کلام کا مطلب معلوم ہو اور سلسلہ چشتیہ بہشتیہ کے سردار خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ سے وہم دُور ہو اور آج کل کے بہت سے وہ حضرات جو ولایت کی مسند کو اپنے باپ کی وراثت سمجھتے ہیں ان کے لئے ہدایت و عبرت کا سبب ہو۔ حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگوں اور سرداروں کی اولاد میں سے تھے۔ ان بزرگوں کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آباؤ اجداد کے منصب پر بیٹھے۔ ہزاروں لوگ مرید ہوئے مگر صاحبزادہ صاحب ابھی نہ تو عالم ہوئے تھے اور نہ ہی راہ طریقت میں کسی کامل مرشد کی تعلیم سے چلے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت ان کے شامل حال ہوئی کہ ان کی تعلیم و تربیت کیلئے حضرت شیخ الاسلام سیدی احمد نامقی جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہرات بھیجا جب یہ بزرگ ہرات پہنچے تو لوگ ان کی عظیم الشان کرامات دیکھ کر ان کے مرید و معتقد ہو گئے اور ان کا شہرہ ہر طرف پھیل گیا۔ خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات ناگوار محسوس ہوئی اور ارادہ کیا کہ حضرت احمد جامی علیہ الرحمۃ کو ملک سے نکال دیں چنانچہ مریدوں کا لشکر لیکر حرکت میں آئے حضرت شیخ الاسلام احمد جامی علیہ الرحمۃ کے ساتھیوں کو اس بات کی اطلاع ملی لیکن

انہوں نے براہ ادب حضرت کو نہ بتایا مگر حضرت خود ہی خوب جانتے تھے۔ ایک دن صبح کا کھانا حاضر کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ٹھہرو ابھی کچھ قاصد آنے والے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد خواجہ مودود کے قاصد حاضر ہو گئے۔ حضرت والا نے انہیں کھانا کھلایا پھر فرمایا تم کہو گے یا میں بتادوں کہ تم کس لئے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی آپ ہی فرمادیں۔ فرمایا، تمہیں خواجہ مودود نے بھیجا ہے کہ جا کر مجھے یہ کہہ دو کہ تم ہماری ولایت میں کیوں آئے ہو سیدھی طرح واپس جانا ہے تو چلے جاؤ ورنہ جس طرح چاہیں گے نکال دیں گے۔ قاصدوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ ہاں خواجہ مودود نے یہی پیغام دے کر بھیجا تھا۔ حضرت احمد جامی علیہ الرحمۃ نے اس پر فرمایا، اگر ولایت سے مراد یہ دیہات ہیں۔ تو یہ نہ اوروں کی ملک ہیں اور نہ خواجہ مودود کی اور اگر ولایت سے مراد یہ لوگ ہیں تو یہ لوگ سنجر کے باشاہ کی رعایا ہیں اس اعتبار سے تو بادشاہ شیخ الشیوخ بنتا ہے اور اگر ولایت سے مراد وہ ہے جو میں جانتا ہوں اور جسے اولیاء جانتے ہیں تو کل ہم انہیں دکھادیں گے کہ ولایت کا کام کیا اور کیسا ہوتا ہے۔ قاصدوں کو یہ جواب دے کر بھیج دیا۔ پھر بارش شروع ہوگئی اور ایک دن رات مسلسل برستی رہی دوسرے دن صبح کے وقت حضرت احمد جامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا، گھوڑے تیار کرو تا کہ خواجہ مودود کی طرف چلیں ساتھیوں نے عرض کی حضور ندی میں پانی بہت آگیا ہے۔ اب جب تک چند روز تک بارش موقوف نہ رہے کوئی ملاح بھی کشتی نہیں لے جاسکتا آپ نے فرمایا کچھ مشکل نہیں آج ہم ملاحی کریں گے۔ جب سوار ہو کر جنگل میں پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کا ایک بہت بڑا گروہ ہتھیار لے کر موجود ہے فرمایا یہ لوگ کیوں جمع ہیں عرض کی گئی ان کو معلوم ہوا کہ آپ کے مقابلے کے لئے کوئی جماعت آئی ہے چونکہ یہ آپ کے مرید اور محبت کرنے والے ہیں اس لئے آپ کے ساتھ چلنے کے لئے آئے ہیں۔ فرمایا، انہیں واپس کردو تیر تلوار کا بادشاہ سنجر کا کام ہے اولیاء کے ہتھیار اور ہی ہوتے ہیں الغرض چند خدام کو لے کر ندی کے کنارے پہنچے پانی خوب چڑھا ہوا تھا آپ نے فرمایا ہم نے کہا تھا کہ ملاحی ہم کریں گے یہ کہہ کر معرفت الٰہی کے بارے میں کلام کرنا شروع کیا لوگ سن کر آپے سے باہر ہو گئے آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرلو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کو چلو لوگوں نے ایسا ہی کیا جس نے جلدی آنکھ کھولی اس کا جوتا پانی سے تر ہو گیا اور جس نے دیر سے آنکھ کھولی اس کا جوتا بھی خشک رہا اور سب نے اپنے آپ کو دریا کے پار پایا۔ خواجہ مودود کے قاصدوں نے جب یہ معاملہ دیکھا فوراً جا کر صاحبزادہ صاحب کو مطلع کیا کسی کو یقین نہ آیا صاحبزادہ دو ہزار مسلح مریدوں کے ساتھ سامنے آ گئے لیکن جیسے ہی شیخ الاسلام کی نظر سے نظر ٹکرائی فوراً بے اختیار ہو کر پیدل آئے اور حضرت شیخ الاسلام کے پاؤں چومے حضرت نے ان کی پیٹھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا ولایت کا کام دیکھا تم نہیں جانتے کہ اللہ والوں کی ولایت فوج اور اسلحے سے نہیں ہوتی جاؤ سوار ہو جاؤ ابھی تم بچے ہو تمہیں نہیں معلوم کہ تم کیا کرتے ہو پھر جب بستی میں آئے تو حضرت احمد جامی علیہ الرحمۃ ایک محلے میں ٹھہرے اور صاحبزادہ خواہ مودود دُوسرے محلے میں دوسرے دن صاحبزادے کے مریدوں نے کہا ہم تو احمد جامی کو ملک سے نکالنے آئے تھے اور آج ان کے ساتھ ایک ہی بستی میں ٹھہرے ہوئے ہیں کوئی طریقہ کار

اختیار کرنا چاہئے حضرت خواجہ مودود نے کہا میری درست رائے یہ ہے کہ صبح ان کی خدمت میں حاضر ہو کر واپسی کی اجازت لے لیں۔ پس ان کا کام ہماری طاقت میں نہیں۔ مریدوں نے کہا، درست رائے یہ ہے کہ ایک جاسوس مقرر کر لیں جب ان کے دوپہر کے آرام کا وقت آئے اور لوگ ان کے پاس سے چلے جائیں اور وہ تنہا ہوں اس وقت ہماری ایک جماعت کے لوگ آپ کے ساتھ ان کے پاس جائیں اور قوالی شروع کریں اور وجد کی صورت بنائیں اسی حالت میں ان پر حملہ کر کے کام تمام کر دیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا، یہ ٹھیک نہیں وہ ولی ہیں صاحب کرامات ہیں مگر جب دوپہر کو حضرت شیخ الاسلام کے آرام کا وقت ہوا خادم نے چاہا کہ بچھونا بچھائے فرمایا تھوڑی دیر ٹھہرو کچھ کام ہے۔ اچانک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا خادم نے دروازہ کھولا تو حضرت خواجہ مودود ایک بہت بڑے گروہ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ سلام کے بعد قوالی شروع ہوئی، ساتھیوں نے نعرے لگانا شروع کئے انہوں نے چاہا کہ اپنا فاسد ارادہ پورا کریں کہ اچانک حضرت شیخ الاسلام نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا، اے سہل تو کہاں ہے ارے اے سہل تو کہاں ہے۔ سہل نام کے یہ بزرگ شہر سرخسی کے رہنے والے تھے اور ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام کے ساتھ رہتے تھے حضرت کے آواز دیتے ہیں فوراً حاضر ہوئے اور ان فسادیوں پر ایک نعرہ مارا سب اپنی جوتیاں پگڑیاں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ صرف خواجہ مودود چشتی باقی رہ گئے۔ نہایت شرمندگی سے کھڑے ہوئے اور ننگے سر ہو کر معافی مانگی اور عرض کی، حضور آپ جانتے ہیں کہ فساد میں میری مرضی نہ تھی فرمایا تم سچ کہتے ہو مگر تم ساتھ کیوں آئے۔ عرض کی میں نے برا کیا مجھے معاف فرمادیں۔ فرمایا میں نے معاف کیا اب ان لوگوں کو بلاؤ اور دو خدمتگار مقرر کرو اور تین دن ٹھہرو حضرت خواجہ مودود نے ایسا ہی کیا اس کے بعد خواجہ مودود نے حاضر ہو کر عرض کی جو آپ کا حکم تھا وہ میں نے پورا کر دیا اب مزید کیا فرمان ہے فرمایا مصلّٰی ایک طرف رکھو اور پہلے جا کر علم پڑھو کہ بے علم زاہد شیطان کا مسخرہ ہے۔ خواجہ نے عرض کی میں نے قبول کیا اور کیا فرمان ہے؟ فرمایا جب علم حاصل کرنے سے فارغ ہو جاؤ تو اپنا روحانی خاندان زندہ کرو۔ تمہارے آباؤ اجداد اولیاء صاحب کرامات تھے۔ خواجہ مودود نے کہا، حضرت آپ مجھے اپنا آباؤ اجداد کا سلسلہ زندہ کرنے کا فرمارہے ہیں تو پہلے تبرکاً مجھے مسند پر بٹھادیں۔ فرمایا آگے آؤ، یہ آگے آئے، حضرت شیخ الاسلام نے ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند کے کنارے پر بٹھایا اور فرمایا تمہیں مسند پر بٹھاتا ہوں بشرطیکہ تم عالم بنو یہ تین مرتبہ فرمایا حضرت خواجہ مودود تین دن اور حاضر رہے فیض و برکات لئے نوازشیں حاصل کیں پھر علم حاصل کرنے کیلئے بلخ و بخارا تشریف لے گئے۔ چار سال میں علوم میں کامل ماہر ہو گئے ہر شہر میں حضرت خواجہ مودود کی کرامات ظاہر ہوئیں پھر علاقہ چشت میں پہنچے اور مریدوں کی تربیت میں مشغول ہو گئے۔ مختلف جگہوں سے لوگ حاضر خدمت ہوئے اور حضرت کی برکتوں سے معرفت کی دولت اور ولایت کا مرتبہ حاصل کیا۔ حضرت خواجہ شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نہایت اعلیٰ پائے کے ولی و عارف اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچے ہوئے بزرگ تھے انہی جناب خواجہ کے مرید و تربیت یافتہ تھے۔

(نفحات الانس، ص ۲۰۹-۲۱۱)

ستاونواں قول ﴾ حضرت مولانا نورالدین جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ''اگر خلافِ عادت ایک لاکھ افعال بھی ظاہر ہوں جب تک ان کا ظاہر شریعت کے احکام کے موافق نہ ہو اور باطن طریقت کے آداب کے مطابق نہ ہو وہ دُرست ہے استدراج ہوگا ولایت و کرامت نہیں۔'' (نفحات الانس، ص ۱۹) بعینہ اسی طرح لطائف اشرفی ص ۱۲۹ میں ہے، پھر دونوں کتابوں میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قول مذکور ہے جو قول نمبر ۳۲ میں گزرا۔

چند نفیس فوائد

ایک نفیس فائدہ ﴾ اس نفحات الانس شریف میں حضرت شیخ الاسلام عبداللہ ہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ احمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے تھے، ''چشتی حضرات تمام کے تمام باطن سے پاک اور معرفت و فراست میں ہوشیار ہیں ان کے احوال اخلاص اور ترکِ ریاکاری کے ساتھ موصوف ہیں اور وہ شریعت میں سستی کو جائز نہیں سمجھتے۔ (نفحات الانس، ص ۱۸) اور نفحات الانس کے قدیم قلمی نسخہ میں جو تین سو سال پرانا ہے یوں لکھا ہوا ہے، ''ہمارے چشتی بھائی چشتی بزرگوں کے حال مبارک کا مشاہدہ کریں کہ وہ ہرگز شریعت میں سستی کو بھی جائز نہیں سمجھتے چہ جائے کہ وہ احکام شریعت کو ہلکا جانیں اور چشتی ہونے کو شریعت کے احکام سے آزادی کا پروانہ سمجھیں سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات عالیہ سنئے، فرمایا، ''قوالی کے جائز ہونے کیلئے چند چیزیں ضروری ہیں۔ سنانے والا، سننے والا، جو چیز سنائی جارہی ہے اور آلۂ سماع۔ قوالی سنانے والا مرد ہو بچہ اور عورت نہ ہو۔ سننے والا یادِ حق سے غافل نہ ہو اور جو چیز سنائی جارہی ہے وہ فحش اور مسخرہ پن نہ ہو اور آلۂ سماع میں ہے جیسے چنگ اور رباب یعنی آلات موسیقی وغیرہ ایسی کوئی چیز درمیان میں نہ ہو۔ جب یہ شرطیں پائی جائیں تو قوالی حلال ہے۔'' (سیر الاولیاء، ص ۴۹۱، ۴۹۲)

دوسرا نفیس فائدہ ﴾ ایک مرتبہ چند مریدوں نے عرض کی کہ آج کل بعض خانقاہ والے درویشوں نے باجوں کے مجمع میں وجد کیا۔ فرمایا، اچھا نہ کیا جو بات شریعت میں ناجائز ہے وہ کسی طرح پسندیدہ نہیں۔ (سیر الاولیاء، ص ۵۲۰)

تیسرا نفیس فائدہ ﴾ کسی نے عرض کی جب وہ لوگ وہاں سے باہر آئے ان سے کہا گیا کہ تم نے یہ کیا کیا وہاں تو باجے تھے وہاں کیوں قوالی سنی اور وجد کیا وہ بولے ہم ایسے بے خود ہوگئے تھے کہ ہمیں باجوں کی خبر نہ رہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یہ جواب بہانہ بالکل فضول ہے اس طرح تو سب گناہوں میں یہی حیلے ہوسکتا ہے۔ (سیر الاولیاء، ص ۵۲۱) دیکھو محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسا شاندار جواب دیا کہ اس طرح تو گناہوں کا راستہ کھل جائے گا کوئی شراب پیے اور کہہ دے کہ کمال استغراق کی وجہ سے ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ کوئی زنا کردے اور کہے کہ ہمیں پتہ نہ چلا کہ بیوی ہے یا کوئی اجنبی عورت۔

چوتھا نفیس فائدہ ﴾ کسی نے عرض کیا کہ فلاں مجمع میں اپنے درویش احباب جمع ہوئے حالانکہ وہاں پر باجے وغیرہ حرام چیزیں تھیں۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا، میں نے منع کیا تھا کہ باجے اور حرام چیزیں درمیان میں نہ ہوں انہوں نے اچھا نہ کیا۔' (سیر الاولیاء، ص ۵۲۲)

پانچواں نفیس فائدہ ﴾ حضرت کے خلیفہ شیخ محمد بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں نہایت شدید اور سخت تاکید سے ممانعت فرمائی یہاں تک کہ فرمایا اگر امام نماز پڑھتا ہو اور جماعت میں کچھ عورتیں بھی ہوں امام بھول جائے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کرے اور اگر عورت بتانا چاہے تو وہ اپنے ہاتھ کی پشت ہتھیلی پر مارے، ہتھیلی پر ہتھیلی نہ مارے کہ یہ کھیل کی مانند ہے اور اسی طرح اور بھی اس قسم کی چیزوں سے ممانعت آئی ہے۔ پس قوالی میں زیادہ ضروری ہے کہ ایسی چیزوں سے احتراز کرے۔' شیخ مبارک فرماتے ہیں، 'جب تالی بجانے کے بارے میں اس قدر احتیاط آئی تو باجے سننے میں تو اور زیادہ ممانعت ہوگی۔' بندگانِ خدا یعنی چشتی بزرگ تو تالی کو ناجائز جانیں اور نفس کے پیروکار، ان پر، ستار اور ڈھولک سننے کی تہمت لگاتے ہیں جیسے آج کل لوگ کہتے ہیں کہ چشتی بزرگ سازوں (موسیقی) کے ساتھ قوالی سنتے تھے۔

چھٹا نفیس فائدہ ﴾ حضرت محبوب الٰہی کے ملفوظات بنام فوائد الفواد جنہیں حضرت میر حسن سنجری نے جمع کیا ہے ان میں بھی حضرت کا واضح ارشاد مذکور ہے کہ مزامیر (آلاتِ موسیقی) حرام ہے۔

ساتواں نفیس فائدہ ﴾ حضرت محبوب الٰہی کے خلیفہ مولانا فخر الدین زرادی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں ہی حضرت کے حکم سے قوالی کے بارے میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام **کشف القناع عن اصول السماع** اس میں فرماتے ہیں، 'ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قوالی سننا سازوں کے بہتان سے پاک ہے۔ وہ تو صرف قوالی کی آواز ہے۔ ان اشعار کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی کمال صنعت کی خبر دیتے ہیں۔'

مسلمانو! یہ بزرگ سچے ہیں یا وہ لوگ جو اپنی خواہش نفس کی حمایت میں ان بندگانِ خدا چشتی بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم پر سازوں کے ساتھ قوالی سننے کی تہمت لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو بھلائی کی توفیق اور ہدایت بخشے۔

آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اٹھاونواں قول﴾ خاندان چشتیہ کے جلیل القدر ولی حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان میں حضرت شاہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، 'ایک رات میں مدینۂ منورہ میں بستر پر سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں اور سید صبغۃ اللہ روحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور وہاں صحابہ کرام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا ایک مجمع لگا ہوا ہے۔ ان میں ایک شخص ہے جس کی طرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت محبت کے ساتھ تبسم والتفات فرماتے ہیں اور کچھ ارشاد فرماتے ہیں جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے حضرت سید صبغۃ اللہ سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہے جن کی طرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس قدر نظرِ رحمت ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ میر عبدالواحد بلگرامی ہیں اور ان کے اس مرتبہ کی وجہ ان کی کتاب **سبع سنابل** ہے جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہوئی ہے۔ یہی حضرت میر عبدالواحد علیہ الرحمۃ اپنی اس کتاب سبع سنابل میں فرماتے ہیں، 'اے صاحبِ تحقیق راہِ دین، اسلام کے علماء جو انبیاء کے وارث ہیں ان کے تین گروہ ہیں:۔ (۱) محدثین (۲) فقہاء (۳) صوفیاء' (سبع سنابل، ص ۴) دیکھو کیسی عمدہ تصریح ہے کہ علمائے ظاہر و باطن سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔

انسٹھواں قول﴾ یہی حضرت میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی **سبع سنابل** شریف میں فرماتے ہیں شریعتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دینِ احمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی دین اسلام ہی سلامتی والا اور سیدھا راستہ ہے خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہزاروں اولیاء و صوفیاء اور شہداء اور صدّیقوں کے ساتھ اسی راستے پر چلے اور سب نے اسی راستے کو کانٹوں اور شکوک و شبہات سے پاک کیا اور اس راستے کی منزلیں اور نشانیاں واضح طور پر بیان کیں ہر قدم پر ایک نشان قائم کیا اور سرائے میں توشہ راہ رکھا اور ڈاکوؤں سے حفاظت کیلئے ایک قوی قائد سالار ہمراہ کیا تو اگر کوئی بدعتی (گمراہ) کسی دوسرے راستے کی طرف دعوت دے تو چاہیے کہ اس کی بات نہ سنیں اور دین حق کی مدد کے طور پر ایسے شخص کا رد کرنا فرائض میں شمار کریں بدعتی اور گمراہ لوگ خود کو دھوکے کے ساتھ اسلام کے لباس میں ظاہر کرتے ہیں اور باطن میں فاسد عقائد چھپائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ دین کے دشمن اور شیطان کے بھائی ہیں اور جب علمائے دین کے علم اور بزرگانِ دین کے علم کے نور کی وجہ سے بدعتیوں اور گمراہوں کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں تو ناچار یہ لوگ علمائے شریعت کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ علمائے ربانی جو اسلام کے آسمان کے ستارے ہیں وہ لوگوں کو ان انسانی شیطانوں سے بچاتے ہیں اور ان علما کے نورانی وجود شریعت کے چوروں کیلئے شہاب ثاقب کی طرح ہیں جو ان پر چاروں جانب سے برستے ہیں اور مار مار کر ان کو منتشر کر دیتے ہیں۔ (سبع سنابل، ص ۹،۸) عمرو جاہل نے علمائے شریعت کو معاذ اللہ شیاطین کہا تھا الحمد للہ کہ ان اولیاء کرام کی موتی بکھیرنے والی زبان ہی سے اللہ عزوجل نے ثابت کر دیا کہ یہ جاہل عمرو اور اس کے ساتھی اور اس جیسا عقیدہ رکھنے والے ہی شیاطین اور دین کے دشمن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہزار ہا ہزار حمد کہ یہ کلمات بارگاہِ رسالت میں شرفِ قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ابھی گزرا کہ سبع سنابل شریف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہو گئی اور مذکورہ عبارت اسی کتاب کی ہے۔

ساٹھواں قول یہی عظیم بزرگ حضرت میر عبدالواحد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'چند شرائط جان کہ ان کے بغیر پیری و مریدی ہرگز جائز نہیں ایک یہ کہ پیر صحیح مسلک رکھتا ہو یعنی اس کا سلسلہ صحیح ہو، دوسرا یہ کہ پیر شریعت کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی و سستی کرنے والا نہ ہو، تیسرا یہ کہ پیر کے عقائد دُرست اور مذہب اہلسنّت و جماعت کے موافق ہوں۔ پیری و مریدی ان تین شرائط کے بغیر ہرگز جائز نہیں۔' پھر شرط اوّل کی تفصیل ارشاد فرما کر شرط دوم کے متعلق فرمایا، 'پیری کی دوسری شرط یہ ہے کہ پیر عالم ہو اور تمام عبادات پر عمل کرنے والا ہو اور شریعت کے احکام میں کوتاہی و سستی کرنے والا نہ ہو اور شریعت کے احکام کو حقیر جاننے والا نہ ہو اور اگر شریعت کی عبادات کا عالم نہیں تو ان پر عمل ہرگز نہیں کرسکتا اور ایسا شخص شریعت کی حد سے گر جائے گا پس وہ پیری کے لائق نہیں کیونکہ جو شخص حقیقت کے مقام سے گر جاتا ہے وہ طریقت پر قرار پکڑتا ہے اور جو طریقت کے مقام سے گر جاتا ہے وہ شریعت پر قرار پکڑتا ہے اور جو شریعت سے گر جاتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور گمراہ شخص پیر بننے کے لائق نہیں اور وہ درویش کہ جس کے پاس مخلوق بکثرت آتی ہے اسے شریعت کے مسائل میں احتیاط فرض و لازم ہے۔ اسے چاہئے کہ وہ شریعت کے کسی باریک سے باریک مسئلہ کو بھی نہ چھوڑے کہ اس کا یہ عمل مریدوں کی گمراہی کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ مرید پیر کے اسی ترک عمل کو دلیل بنا کر کہیں گے ہمارے پیر نے تو اس طرح کیا تھا، اس طرح مرید گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہوں گے۔' پھر حضرت نے تینوں شرطیں بیان کرکے فرمایا، 'جب مرید پیر کو ان تین شرطوں کے ساتھ متصف پائے تو اس کی بیعت کرلے کہ اب اس کی بیعت کرنا جائز و پسندیدہ ہے اور اگر ان تین شرائط میں سے ایک بھی شرط پیر میں نہیں پائی جاتی تو اس کی بیعت جائز نہ ہوگی اور اگر کسی نے لاعلمی میں کسی ایسے پیر کی بیعت کرلی ہو تو اسے چاہئے کہ بیعت توڑ دے۔' (ملخص از سبع سنابل از ص ۳۹ - ۴۳)

خاتمہ

یہ بظاہر ساٹھ اقوال ہیں مگر حقیقۃً چالیس اولیائے کرام کے اسّی اقوال ہیں کہ بعض شمار میں نہیں آئے اور متعدد جگہ ایک قول کے ضمن میں متعدد اقوال مذکور ہوئے ہیں اور ان سب کا مجموعہ 80 ہے۔

تکملہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدد دین وملت، سیّدی ووالدی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ تھا کہ جن اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال کتاب میں مذکور ہوئے ان کے ناموں کی فہرست بھی بنائیں امیر المؤمنین مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام مالک و شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام لکھ کر ارادہ کیا کہ عوام کے وہم کو دُور کرنے اور مجتہدین کرام کی ولایت اور بلند مرتبہ کو ثابت کرنے کیلئے کچھ تحریر کریں ابھی چند جملے لکھے تھے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی توجہ کسی اور اہم کام کی طرف ہوگئی اور مذکورہ کام باقی رہ گیا۔ اب رسالے کے چھپنے کا وقت آیا تو اس مقصد کیلئے فقیر (اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ) نے قلم اُٹھایا، والد گرامی کے فیض عام اور لطف و کرم کی ایسی لہر آئی کہ قلم روکتے روکتے مضمون طویل ہوگیا۔ لہٰذا بندہ نے بطور ضمیمہ کے اسے اور اس کے ساتھ فہرست بنا کر رسالے میں درج کردیا۔

تذییل جمیل (خوبصورت ضمیمہ)

اے اللہ میں حامد ہوں اور تو محمود ہے درود و سلام بھیج اپنے محبوب پر جو حامد و محمود ہیں اور آپ کی آل اور صحابہ پر ہمیشگی کے دن تک۔

رسالہ مبارکہ میں امام مالک و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال سے دلیل پکڑی اور خاتمہ میں 'چالیس اولیائے کرام کے اُسّی ارشادات' کا جملہ لکھا۔ یعنی فہرست اولیاء میں مذکورہ مجتہدین کے نام بھی درج کیے اور عوام چونکہ مجتہدین کرام کے مقام ولایت کو نہیں جانتی اس لئے ان کے وہموں کو دُور کرنے کے لئے فرمایا کہ ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگرچہ تمام جہاں سے زیادہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وراثت حاصل کیے ہوئے ہیں مگر عوام پھر بھی انہیں علمائے ظاہر میں شمار کرتی ہیں۔ حالانکہ وہ صرف علمائے ظاہر نہیں بلکہ علم باطن میں امام اور انتہائی بلند مقام کو پہنچے ہوئے ہیں نیز بعض لوگ اولیاء کرام کے اقوال میں کمی بیشی کر کے عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ علماء و مجتہدین کے خلاف عوام کو اُبھاریں علماء دین نے ایسے تمام اقوال کے رَد بارہا پیش کیے ہیں۔ مثلاً حضرت سیّد علی مرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول ہے جسے بعض لوگ مجتہدین کرام کے خلاف پیش کرتے ہیں ہم اسے اس کے رد سمیت ذکر کرتے ہیں چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، 'میں نے حضرت علی مرصفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا فرماتے سنا کہ مجتہدین کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث تھے۔ علم حقیقت اور علم شریعت دونوں میں بخلاف بعض صوفی ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کے کہ انہوں نے کہا۔ مجتہدین صرف علم شریعت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث تھے حتیٰ کہ بعض لوگوں نے یہ کہہ دیا وہ تمام علم جسے مجتہدین جانتے ہیں طریقت میں کامل آدمی کے علم کا چوتھائی حصہ ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک کوئی مرد اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے مقام ولایت میں قولِ الٰہی الاول والآخر والظاہر والباطن کی چاروں بارگاہوں کے علوم کا محقق نہ ہو جائے اور مجتہدین کو صرف اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک **الظاھر** کی بارگاہ کے علوم کی تحقیق ہے اور بس نہ انہیں حضرت ازل کا علم ہے نہ حضرت ابد کا اور نہ علم حقیقت کا ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ کلام جو مجتہدین کے بارے میں ہے کسی جاہل کا ہے۔ جو ائمہ کرام کے احوال نہیں جانتا وہ جو زمین کے اوتاد اور دِین کی بنیاد ہیں حقیقت میں جلیل القدر ولی اور کشف و معرفت والوں میں انتہائی عظیم مرتبہ رکھنے والے ہیں۔ وہ جس طرح ظاہر کے امام ہیں قطعاً یقیناً وہ باطن کے امام بھی ہیں۔' (میزان الشریعۃ الکبریٰ، ص ۴۹ مطبوعہ مصر) امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب میزان الشریعۃ

الکبریٰ میں اس قسم کے بیانات کے دریا لہرا رہے ہیں اور صفحات کے صفحات بھرے ہوئے ہیں ان میں سے چند ایک عبارتیں ہم نقل کرتے ہیں۔ فرمایا، 'یہ اس لئے کہ حقیقت میں انہوں نے یعنی مجتہدین نے اپنے مذاہب کے اصولوں کی بنیاد علم حقیقت پر رکھی ہے۔ جو شریعت کا اعلیٰ مرتبہ ہے اور ان کے مذاہب کی بنیاد شریعت کی سیدھی حد پر ہے۔ بلاشبہ وہ علمائے حقیقت بھی تھے بخلاف اس کے جو بعض مقلدین نے گمان کرلیا کہ وہ علمائے حقیقت نہیں محض علمائے شریعت ہیں۔' پھر امام شعرانی نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا، 'جو شخص ہم سے اس معاملہ میں جھگڑا کرے وہ ائمہ کرام کے مرتبے سے جاہل ہے۔ اللہ کی قسم قطعاً یقیناً وہ علمائے کرام شریعت وطریقت کے جامع تھے۔' پھر امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے کانوں سے سنا ہوا وہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ جس سے مجتہدین کرام کا بلند مرتبہ حقیقت وشریعت دونوں میں ان کا اولیاء کا امام ہونا دوپہر کے سورج اور چودھویں رات کے چاند کی طرح واضح وروشن ہوجائے فرماتے ہیں، 'میں نے حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ائمہ کرام نے اپنے مذاہب کی تائید شریعت کے ساتھ حقیقت کے اصول پر چلنے سے فرمائی تاکہ اپنے پیروکاروں پر ظاہر کردیں کہ وہ دونوں طریقوں کے علماء ہیں اور ارشاد فرماتے تھے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے اقوال میں سے ایک قول کا بھی دائرہ شریعت سے خارج ہوجانا اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک قطعاً ناممکن ہے۔ کیونکہ وہ مجتہدین کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کی مراد پر مطلع ہیں اور اس لئے کہ وہ صحیح کشف رکھتے ہیں اور اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک کی روح حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کے ساتھ جمع ہوتی ہے اور جس مسئلہ میں دلائل کی وجہ سے توقف ہوتو وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے ہیں کہ یہ حضور کا ارشاد ہے یا نہیں وہ اہل کشف کی شرائط کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے جاگتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کتاب وسنت سمجھتے ہیں پھر اسے اپنی کتابوں میں نقل کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم اس آیت سے یہ سمجھے اور حضور کی فلاں حدیث سے یہ سمجھے حضور اسے پسند فرماتے ہیں یا نہیں۔' (میزان الشریعۃ الکبری، ص ۴۷) وہی حضرت علی خواص سے یہ ارشاد فرماتے ہیں، 'ہم نے جو ائمہ مجتہدین کا کشف اور ان کا روحانی حیثیت سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونا ذکر کیا ہے جسے اس بارے میں یقین نہیں آتا وہ تردد کا شکار ہے ہم اس سے کہتے ہیں کہ یہ بھی اولیاء کرام کی کرامات میں سے ہے۔ اگر ائمہ مجتہدین ہی اولیاء نہیں تو کائنات میں کوئی بھی ولی نہیں۔ بکثرت ایسے اولیاء جو مقام ومرتبہ میں ائمہ مجتہدین سے یقیناً کم ہیں ان کے بارے میں مشہور ہے کہ انہیں کثرت سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضوری نصیب ہوتی ہے اور اس بات پر ان کے ہم زمانہ بزرگ ان کی تصدیق فرماتے ہیں۔ وہ اولیاء کرام جن کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا شرف اور صحبت وزیارت نصیب ہوئی ہے۔ جن کی کافی تفصیل طبقات الاولیاء میں مذکور ہے ان میں شیخ ابراہیم فناوی، شیخ ابومدین مغربی، سیدی ابوالسعود بن ابوالعشائر،

سیدی ابراہیم وسوقی، شیخ ابوالحسن شاذلی، شیخ ابوالعباس مرسی، سیدی ابراہیم بتولی، علامہ جلال الدین سیوطی، شیخ احمد زوادی بحری وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا ایک خط آپ کے ایک رفیق شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس حضرت سیدی علی خواص علیہ الرحمۃ نے دیکھا۔ جو اس شخص کے جواب میں لکھا تھا جس نے بادشاہ کے پاس آپ کی سفارش کی طلب کرنے کو لکھا تھا۔ اس خط میں جواب میں علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا تھا، 'میرے بھائی میں اس وقت تک 75 مرتبہ بیداری کی حالت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بالمشافہ حاضر ہو چکا ہوں اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ بادشاہ و امراء کے پاس جانے سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے ملاقات ترک کردیں گے تو ضرور قلعہ میں جاتا اور بادشاہ سے تمہاری سفارش کرتا۔ میں ایک خادم حدیث ہوں جن حدیثوں کو محدثین نے اپنے طریقوں سے ضعیف کہا ہے ان کی تصحیح کیلئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف محتاج ہوں اور بلاشبہ اس کا نفع تمہارے نفع پر ترجیح رکھتا ہے۔

مذکورہ واقعہ کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ حضرت محمد بن ترین مداحِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق مشہور ہے کہ انہیں جاگتے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمنے سامنے زیارت ہوتی تھی۔ جب وہ صبح کے وقت روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے اپنی قبر مطہر میں سے کلام فرمایا۔ یہ بزرگ اپنے اسی مقام پر فائز رہے حتیٰ کہ ایک شخص نے ان سے درخواست کی کہ شہر کے حاکم کے پاس اس کی سفارش کریں آپ علیہ الرحمۃ حاکم کے پاس پہنچے اور سفارش کی اس نے آپ علیہ الرحمۃ کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ تب سے آپ علیہ الرحمۃ کی زیارت کا سلسلہ ختم ہو گیا پھر یہ ہمیشہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زیارت کی تمنا پیش کرتے رہے۔ مگر زیارت نہ ہوئی ایک مرتبہ ایک شعر عرض کیا تو دور سے زیارت ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ظالموں کی مسند پر بیٹھنے کے ساتھ میری زیارت چاہتا ہے اس کا کوئی راستہ نہیں۔ حضرت علی خواص فرماتے ہیں کہ پھر ہمیں ان بزرگ کے متعلق خبر نہ ملی کہ ان کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی یا نہیں حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔' (میزان الشریعۃ الکبریٰ، ص ۴۸) امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، 'حضرت امام ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد حضرت شیخ ابوالعباس مرسی علیہم الرحمۃ فرماتے تھے کہ اگر ہم لمحہ بھر کیلئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم ہو جائیں تو اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کریں۔' (میزان الشریعۃ، ص ۴۸) یہ ارشادات ذکر فرما کر امام شعرانی نے فرمایا، 'جب یہ مرتبہ ہر ولی کی بابت ہے تو ائمہ مجتہدین تو اس مقام کے زیادہ مستحق ہیں۔' پھر ارشاد فرماتے ہیں، 'ائمہ فقہاء کرام اور صوفیاء حضرات سب اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے اور روح نکلتے وقت ان کی نگہبانی کریں گے اور یونہی منکر نکیر کے سوالات کے وقت اور حشر نشر اور حساب اور میزان عمل اور پُل صراط سے گزرنے کے وقت خیال رکھیں گے اور حشر کے

ان مقامات میں سے کسی مقام میں اپنے پیروکاروں سے غافل نہ ہوں گے۔اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں، 'جب مشائخ صوفیاء دُنیاوآخرت میں تمام مشکلات اور تکلیفوں میں اپنے مریدوں اور پیروکاروں کی نگرانی فرماتے ہیں تو ائمہ دین کیسے نہ نگرانی کریں گے جو تمام جہاں کی میخیں اور دین کے ستون اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمّت پر امین ہیں بلاشبہ وہ ضرور ضرور مدد فرماتے ہیں شیخ الاسلام ناصرالدین لقانی کو وصال کے بعد بعض نیک لوگوں نے خواب میں دیکھا ان سے پوچھا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا، جواب دیا، قبر میں جب منکر نکیر نے سوالات کیلئے مجھے بٹھایا تو حضرت امام مالک تشریف لائے اور کہا، کیا ایسے شخص سے بھی اللہ ورسول پر اس کے ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔اس کے پاس سے ہٹ جاؤ چنانچہ منکر نکیر ہٹ گئے۔' (میزان الشریعة، ص ٨٧) اس کے بعد امام شعرانی فرماتے ہیں، 'ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ صحابہ کرام و تابعین اور ائمہ مجتہدین کا مقام دیگر تمام اولیاء کرام کے مقام سے زیادہ بڑا و عظیم ہے۔' (میزان الشریعة الکبری، ص ١٢٧ مطبوعه مصر)

ان اقوال کے علاوہ بھی بزرگوں کے اقوال کی نہریں موجیں مار رہی ہیں اور ان کے فیضوں کا سمندر لہریں لے رہا ہے مگر انصاف والے کیلئے یہ چند اقوال ہی کافی ہیں اور تعصب کرنے والے کیلئے دفتر بھی کافی نہیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین